بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ فہم القرآن آن لائن

شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

جون 2013ء

Run towards
ALLAH

شانِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہلِ علم کا احترام

آہ وہ ہم سے بچھڑ گئے

مسئلہ بیمہ

کیا ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے؟

مبارکباد

☆ 19 جون 2013ء حضرت یوسف صاحب دامت برکاتہم فرزند حضرۃ مولانا محمد بلال باوا صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث دارالعلوم بری (Bury. UK) نے الحمدللہ درسِ نظامی مکمل کرلیا ہے۔ان کی دستار بندی پر مبارک۔

☆ مولانا اختر صاحب (Bahiya_08) کے فرزند یاسر صاحب نے قرآن حفظ کرلیا ہے ان کی دستار بندی پر بھی مبارکباد۔فرزند ارجمند نے اپنے گھر میں حفظ مکمل کیا اور دارالعلوم بری سے سند حاصل کی ہے۔

اللہ رب العزت ان حضرات کو اور ان کے سرپرست والدین کے درجات کو بلند کرے اور دُنیا اور آخرت میں عافیت عطا فرمائے۔ہم سب کو اللہ تعالیٰ دین کے علم کو عام کرنے کا ذریعہ بنائے۔

اِدارہ فہم القرآن

اپیل دُعائے صحت

آپ تمام دوستوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ ہمارے ان بزرگوں اور ساتھیوں کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں اور ان کے لیے صحت و عافیت کی دُعا کرتے رہیں:

☆ حضرت مفتی زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

☆ حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

☆ محترم جناب اقراء صاحب اور ان کے اہل وعیال

☆ جناب M-Javaid کے والدِ گرامی

☆ جناب (RabishrahLeSADRI) کے والدین

☆ M-AASIM کے والدین

☆ محمد مبین ۔ اللہ ان کی دنیا اور آخرت کی تمام پریشانیاں دُور فرمائیں ۔ آمین

☆ شمس بھائی کے اہل وعیال

☆ حضرت Dullara بھائی نعت خواں فہم القرآن

تعارف

فہم القرآن کیا ہے؟

فہم القرآن ایک ایسی فکر کا نام ہے جو آپ کو متوجہ کرتا ہے ایسی فکر، ایسی کامیابی، ایسی رہنمائی کی طرف جس میں آپ سوچیں اور کریں محنت کہ اپنا
ایمان کیسے بچائیں اور کیسے پھیلائیں۔

جس میں آپ اپنی دینی رہنمائی اور اسلامی آداب واخلاق اور اللہ رب العزت کی چاہت والی زندگی کو سیکھنے کے لیے فہم القرآن میں تشریف لائیں۔ فہم القرآن پیش کرتا ہے آن لائن لائیو درس قرآن، درسِ حدیث، تجوید کلاس، بچوں کے لیے، خواتین کے لیے اور سب کے لیے۔

اور یہ سب کچھ بالکل فری (بغیر معاوضہ اور فرقہ بندی کے ماحول سے پاک)

اپنے اخلاص اور دینی ترقی کے لیے آپ بھی اپنا بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں۔



فہم القرآن کیسے جائن کریں۔

www.al-qadr.com/downloads/books/pdf/joining-fahm-ul-quran.pdf

www.ahlehaqonline.com/joinfq

مزید معلومات کے لیے رابطہ:

E-mail: Info@al-qadr.com

www.alqadr.com

www.ahlehaqonline.com

فہم القرآن روم میں چلنے والے اہم لائیو پروگرام

☆ **دورہ حدیث اور خطبہ جمعة المبارک**: جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی

☆ **تفسیر القرآن** :(پیر تا جمعرات) کلاس نمبر 1 :بعد نماز مغرب کلاس نمبر 2 :بعد نماز عشاء

☆ **تجوید** :فہم القرآن کلاس روم اور فہم القرآن روم میں پاکستان کے وقت کیمطابق 9:30 بجے رات ان شاءاللہ

☆ **فہم القرآن کڈز روم** :بچوں کے لیے ناظرہ، دُعائیں، اسلامی اخلاق و آداب اور دینی تعلیم کا منفرد سلسلہ کلاس نمبر 1: پاکستان کے 4:30 am سے 7:00 am اور کلاس نمبر 2: 9:00pm سے 10:00 pm تک۔

☆ **فہم القرآن سسٹرز روم** :خواتین کے لیے لاکڈ روم میں معلمات کی زیر تدریس حفظ و ناظرہ، ترجمہ قرآن، گرائمر، تجوید، تفسیر اور حدیث کی تعلیم کا مناسب انتظام

☆ **فہم القرآن کلاس رومز** :جس میں وفاق المدارس کا دوسالہ شریعہ ڈپلومہ کورس (دراسات دینیہ) پڑھایا جاتا ہے شوال تا رجب پاکستان کے وقت کے مطابق 9:00pm تا 11:00 pm تک۔

☆ **ماہنامہ فہم القرآن** :ہر ماہ کی ابتدائی تواریخ میں ماہنامہ فہم القرآن شائع ہوتا ہے جس میں مختلف علمی اور تحقیقی مضامین اور مواد ہوتا ہے جو خواتین و حضرات اور بچوں کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔

☆ Short Term(**مختصر مدتی**): خصوصی کلاسز کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ مثال کے لیے آخری صفحہ پر اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

The Fahmul Quran SMS Service

فہم القرآن کی جانب سے ایس ایم ایس سروس کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ اسکے ذریعے آپ حضرات کو روم سے متعلقہ معلومات بوقت ضرورت بھیجی جاسکیں۔ ہدایات کے مطابق عمل کریں:

Fahm-ul-Quran offers an SMS Service for its Users. Now you can get FREE Updates of Fahm-ul-Quran Room on your Mobile Phone.

Simply Type, "follow **FQupdate"** and Send to **"40404"** (for Pakistani Users)

For Other Countries, instead of "40404" Please follow the following Codes given below!

Australia 0198089488
Canada 21212
India 53000
Kuwait 89887
Ireland 51210
Italy: Wind 4880804, Vodafone 3424486444, TIM 3399940424
Indonesia 89887
Malaysia 28933
Pakistan 40404
Saudia Arabia: STC 840404, Zain 710001, Mobily 606040
UAE 8080
UK 86444
USA 40404

ماہنامہ فہم القرآن آن لائن

برائے رابطہ:
mahnamacoordinator@al-qadr.com
www.ahlehaqonline.com
www.al-qadr.com

وضاحت

ماہنامہ فہم القرآن ایک خالص دینی اور اصلاحی رسالہ ہے جس میں تمام احباب اپنے دینی مضامین بھیج سکتے ہیں اور تمام دین سے محبت کرنے والوں کو پورا حق حاصل ہے کہ وہ یہ میگزین پورا یا اس کا کوئی حصہ بغیر اجازت کے پرنٹ کر سکتا ہے، شائع کر سکتا ہے، انٹرنیٹ پر send کر سکتا ہے، یا کسی بھی پرنٹ میڈیا سے Reproduce کر سکتا ہے صرف اس ایک درخواست کے ساتھ کہ مواد کے اندر کوئی تبدیلی نہ کی جائے، اور اگر کہیں مطلوب ہو تو ادارۂ فہم القرآن کو بذریعہ تحریر مطلع کیا جائے۔

(ادارہ فہم القرآن انٹرنیشنل)

فہرست مضامین

English Section

محترم قارئین کرام اپنی آراء سے ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریسز پر آگاہ فرمائیں

mahnama.managerCIR@al-qadr.com

development.mahnama@al-qadr.com

ماہ جولائی 2013 (رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ) کے اشاعت کے لیے
مضامین جمع کرنے کی آخری تاریخ
05 جولائی 2013ء ہے۔
ماہ اگست (شوال المکرّم) کے لیے 3 اگست 2013ء ہے۔
ماہ شوال کا شمارہ دوسالہ (anniversary) شمار ہوگا۔

☆☆ انشاء اللہ ☆☆

اداریہ

(تحریر: آخری نصیحت صاحب)

صاحب جی کیا ٹائم ہوا۔

اس آواز نے میری توجہ کمپیوٹر سے ہٹا کر اپنی جانب مبذول کی۔

۲ بجکر ۲۵ منٹ ہو گئے ہیں وقت دیکھ کر میں نے جواب دیا۔۔۔۔۔۔ گھڑی کی سوئیاں ابھی مشکل سے بیس منٹ کا سفر بھی نہیں کر چکی ہونگی کہ اسی مانوس آواز نے پھر پکارا۔۔۔۔۔۔ صاب جی کیا ٹائم ہو گیا۔۔۔۔۔۔ وقت دیکھ کر میں نے کمپیوٹر سے نگاہ ہٹائے بغیر کہا ۲ بجکر پچاس منٹ۔۔۔۔۔ شکریہ جی یہ کہہ کر وقت پوچھنے والا تیزی سے چلا۔۔۔۔ بھائی بات سنو میں نے آواز دیکر ۲ بار وقت پوچھنے والے نوجوان کو بلایا۔۔۔۔۔ جی صاب جی۔۔۔۔۔ کیوں بھائی خیر تو ہے نا، وقت کے بڑے قدر دان ہو گئے ہو۔ کہیں جانا ہے کیا کیوں کہ نماز میں تو ابھی کافی ٹائم ہے، کیا کسی کو وقت دیا ہے یا گاڑی نکل جائے گی۔۔۔ ایک ہی سانس میں میں نے یہ سارے سوال کئے۔۔۔۔۔ جی نہیں صاب جی۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ میرے طویل و دقیق سوالوں کا ایک فقرے میں سلیس جواب دیکر نوجوان رخصت طلب نگاہوں سے میرے جانب دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ پھر کیا وجہ ہے بار بار وقت پوچھنے کا، اس کے مختصر و **نامکمل** جواب سے جھنجلا کر میں نے دوبارہ سوال جھاڑا۔۔۔۔۔۔ صاب جی آج پاکستان تے انگلینڈ دا میچ اے کرکٹ کا۔۔۔۔ اس کی دیسی پنجابی کو اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے مجھے جتنا وقت درکار تھا۔۔۔ اتنے میں وہ پھر بول پڑا۔۔۔۔۔ صاب جی "میں ونجا"۔۔۔ میں نے کہا کیا کہا۔۔۔۔۔ زرا زور دیکر پھر بولا "صاب جی میں ٹورراں ں ں" ۔۔۔۔۔ میری پنجابی سے ناواقفیت اس کے کام آئی اور بغیر سمجھے میں نے کہا۔۔ اچھا۔۔۔ اچھا سنتے ہی وہ ایسے اُچھلا جیسے گیئر میں گاڑی کے کلیچ

سے اچانک پاؤں ہٹ جائے اور گاڑی اچھلتی ہے۔۔۔۔میری سوچ کی رفتار سے اس کے قدموں کی رفتار زیادہ نکلی اور بلانے سے پہلے ہی وہ مین دروازہ کو عبور کر چکا تھا۔۔۔۔۔وہ سادہ دیہاتی نوجوان دفتر کے دروازہ سے گزر چکا تھا۔۔۔لیکن میرے سوچ کے دروازوں پر دستک دیکر گیا۔۔۔۔اس کے جانے کے بعد کافی دیر تک کچھ سوالات مجھے پریشان کررہے تھے۔۔۔۔ یہ سادہ نوجوان کس کام کے لئے اپنے اوقات لگا رہا ہے؟۔۔۔کس سے محبت کررہا ہے؟۔۔۔۔۔کس کے لیے وقت کی پابندی کررہا ہے؟ اپنی بھلائی سے کیوں بے خبر ہے؟ کون اس کے اس حال کا ذمہ دار ہے؟ روزمحشر اس کے متعلق کن کن سے سوال ہوگا؟ ہم جن اسلاف کے امین ہیں ان کی زندگی ایسی گزری تھی؟ کتنے لوگ اسلاف کی حیات کے واقعات سے آگاہ ہیں؟۔۔۔۔۔۔ان جیسے اور بے ربط سوال پے درپے ذہن کے گوشوں سے ظاہر ہوئے۔۔۔۔لیکن ایک کا جواب بھی منکشف نہ ہوا۔۔۔۔گرہیں ہر ساعت الجھتی جارہیں تھی۔۔۔سوچ عمیق تر ہوتی جارہی تھی اور وساوس کی سیاہی پھیلتی جارہی تھی دل و ذہن کے اوپر۔۔۔۔۔کہ اچانک ایک صدا کان میں پڑی۔۔۔۔اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔۔۔۔ یک لخت تمام سیاہی، نور میں بدل گئی اور ایک ہی بات سمجھ میں آئی۔۔۔اللہ پاک سے تعلق بنا کر ہی مسلم امت اپنی بقاو ارتقاءعددی کی جنگ جیت سکتی ہے اور یہی وہ نسخہ کیمیاء ہے جو امت کے واسطے نباض و اطباء وقت (مشائخ امت) تجویز کررہے ہیں۔
محترم قارئین کرام! آپ سب بھی عزم کرلیں کہ ہر حال میں اپنے کریم مولا کو راضی کریں گے ان شاءاللہ۔۔۔۔ اور حصول رضاء الٰہی کو واسطے کسی اللہ والے سے تعلق بنا کر اپنے نفس کی مرضی و غلامی سے اول آزاد ہونگے ان شاء اللہ۔۔۔ اللہ پاک مجھے اور سب ساتھیوں کو توفیق خاص، رحمتِ اخص کے ساتھ عطا فرمائے اور عافیت وسلامتی دارین نصیب فرمائے۔۔۔۔اور خیر والا خاتمہ مقدر فرمائے

والسلام

فہم القرآن کے طلباء سے خصوصی گفتگو

(چوتھا حصہ)

تحریر: قاری انجم صاحب

درس نظامی سے فراغت کے بعد اپنے اندر سے بے فکری اور لا ابالی پن کو ختم کر کے ذمہ داری کا احساس اور معلمانہ صفات پیدا کریں۔ کامیاب مدرس بننے کے لئے درج ذیل باتوں کا اہتمام فرمائیں:

استاد کو چاہیے کہ طلبہ سے گذشتہ سبق روزانہ سنے تا کہ طلبہ میں سبق محفوظ کرنے کی فکر پیدا ہو۔ اگر روزانہ ہر طالبعلم سے سبق سننا مشکل ہو تو بلا تعیین کچھ طلبہ سے سن لیا جائے۔ نیز روزانہ سبق پڑھانے کے بعد آخر میں اس کا خلاصہ بیان کرے اور پھر اپنے سامنے ان سے تکرار کروائے۔ سبق پڑھانے کے بعد طلبہ کے چہروں پر اطمینان ہونے یا نہ ہونے کے تأثرات معلوم کرے بلکہ ان سے پوچھ بھی لے کہ سبق سمجھ آیا یا نہیں۔ نہ سمجھ آنے کی صورت میں دوبارہ یا بوقت ضرورت سہ بار بھی بیان کرنا پڑے تو گریز نہ کرے۔ دورانِ سبق یا آخر میں کسی طالب علم سے پوچھ بھی لے کہ "کیا بات بیان ہوئی؟" تا کہ طلبہ ہمہ تن متوجہ رہیں۔

روزانہ کی مقدار خواندگی صرف مدرس کے علم میں طے ہو طلبہ سے اس کا اظہار نہ کیا جائے اس سے وہ مایوس ہو جائیں گے اور پوری توجہ نہ دیں گے۔ مقصود طلبہ کو سمجھانا ہو اگر چہ کسی دن انتہائی کم مقدار سبق ہی کیوں نہ ہو بلکہ طلبہ سے اس بات کا اظہار بھی کر دے کہ کتاب کو محض پڑھنا نہیں، سمجھ کر پڑھنا ہے اور بعد میں بھی اگر پوچھنے کی ضرورت ہو تو ہم ہر وقت بتانے کے لئے تیار ہیں۔ اس سے طلبہ خوشی محسوس کریں گے کہ استاد ہمارے نفع کے لئے کس قدر فکر مند ہے۔ ورنہ وہ بد دل ہوں گے کہ اسکو تو محض مقدار پوری کرنا مقصود ہے ہمارے نفع نقصان سے کوئی غرض نہیں۔ تدریس میں مدرس کو جامد نہیں ہونا چاہیے بلکہ مجتہد ہونا چاہئے کہ کون سی بات ضروری ہے اور طلبہ کے سامنے کرنی ہے۔ پڑھانے میں مقصد طلبہ کا افادہ

ہو، اپنی انا کو استاد دفن کر دے۔ بالکل عاجز، متواضع ہو۔ طلبہ میں ادب پیدا کرے لیکن مقصد اپنا اعزاز نہ ہو بلکہ ان کا فائدہ سمجھ کر ہو۔ جہاں تک ہو سکے طلبہ کی خیر خواہی کی جائے۔ ہر استاد اپنی درسگاہ میں جانے سے پہلے اللہ تعالی کی طرف رجوع کر کے یہ دعا مانگے چاہے راستہ میں جاتے ہوئے ہی مانگے کہ: یا اللہ! میں پڑھانے کے لئے جا رہا ہوں، میرے اندر کوئی صلاحیت نہیں ہے، میرے اندر کوئی استطاعت نہیں، آپ اپنے فضل وکرم سے، اپنی رحمت سے، میرے قلب پر وہ جاری فرما دیجئے جو ان طالب علموں کے لئے بھی فائدہ مند ہو اور میرے لئے بھی فائدہ مند ہو، اللہ تبارک وتعالی کی طرف رجوع کر کے سبق پڑھاؤ پھر دیکھو کہ سبق پڑھانے کے اندر کیا انوار وبرکات ہوں گے۔

اصولِ علم میں لکھا ہے کہ شاگرد کو کامیاب اور باکمال بنانے کے لئے استاد پر لازم ہے۔

(۱) نہایت شفقت ومحنت اور ہمدردی سے پڑھانا۔

(۲) شاگرد کے ذہن کے مطابق سبق کی تقریر کر کے خوب ذہن نشین کرانا۔

(۳) سب سے پہلے عربی عبارت کی اصلاح کر کے صحتِ عربی پر پابندی کرنا۔

(۴) گذشتہ کل کے سبق کا جزوی امتحان لینا۔

(۵) ہر روز آموختہ سبق میں مشقی سوالات دینا پھر دوسرے دن سبق سے پہلے حل شدہ جوابات کا معاینہ کر کے ہدایات دینا اور اصلاح کرنا۔

(۶) شاگرد کو اہم معلومات رکھنے کا حکم کرنا اور اس کو ہر وقت علمی مشاغل ومحنت میں مصروف رکھنا تا کہ ہر وقت علمی ماحول میں رہے۔

(۷) شاگرد کی صحت اور وقت کی نگرانی کرنا۔ حسب توفیق شاگرد کی پریشانی دور کرنا تا کہ حصول علم میں آسانی ہو۔

(۸) درس میں غیر متعلق بحث سے پرہیز کرتے ہوئے وقت کی قدر کرنا۔

(۹) طالب علم کی ذکاوت قوت حافظہ اور اسکی محنت کے مطابق تشریح کرتے ہوئے معلومات میں اضافہ کرانا۔

(۱۰) ہفتہ میں ایک بار مطالعہ کی تقریر کرانا

(۱۱) ہر ماہ دوران سبق ضمنی امتحان لینا۔

طالب علم اگر کسی وجہ سے سبق میں حاضر نہیں ہو سکا تو کم از کم اسے اس بات کا پابند بنایا جائے کہ لکھنے اور یاد کرنے والا کام مکمل کر کے لائے اور اس عذر کے سہارے نہ رہے کہ ''میں تو کل تھا ہی نہیں''۔ کبھی طلبہ دوسرے دن آ کر کہہ دیتے ہیں کہ سبق سمجھ نہیں آیا تو استاد کو چاہیے کہ اولاً ان کو تنبیہ کرے کہ سبق کا وقت شروع ہونے سے پہلے سمجھنا چاہیے تھا۔ یہ عذر بنا کر 23 گھنٹے گزار دینا اور اس بہانے سے سبق یاد نہ کرنا بڑے افسوس کی بات ہے (وغیرہ)۔ تاکہ طلبہ کی عادت نہ بنے اور وہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیں۔ البتہ بعد میں وہ سبق ان کو اچھی طرح سمجھا کر پھر نیا سبق شروع کیا جائے۔

درس گاہ کا تقدس برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ استاد پہلے آئے اور بعد میں جائے۔ طلبہ کے سامنے اپنے ساتھیوں یا مہمانوں کے ساتھ بے تکلف گفتگو کرنے یا کھانے پینے سے گریز کرے۔ نازیبا گفتگو اور فضول افعال سے محتاط رہنے اور اپنا وقار برقرار رکھنے کی صورت میں ہی کامل افادہ واستفادہ ممکن ہے۔ طلبہ کے سامنے اخبار پڑھنا موبائل یا ہر ایسی چیز جو تعلیم سے توجہ ہٹانے کا سبب بنے، اس کا بے جا استعمال انتہائی مضر ہے۔ کیوں کہ طالب علم استاد کا اثر قبول کرتا ہے لہذا دوران تعلیم یا چھٹیوں میں ضرور ان چیزوں کو استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔ علم وتقویٰ کی کمی اور کم فہمی کی وجہ سے یہ چیزیں اسے تعلیم سے دور کر سکتی ہیں۔ اسی طرح جلسے جلوسوں اور تنظیمی سرگرمیوں سے طلبہ کا بے خبر رہنا ہی بہتر ہے کیوں کہ ناقص العلم والعقل ہونے کی وجہ سے وہ فی الحال صحیح فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس کی بجائے سلف صالحین کی زندگیوں اور ان کے علمی کارناموں کو ان کے سامنے بیان کیا جائے اور اکابر سے متعلق کتب مطالعہ میں رکھنے کی ترغیب دی جائے۔

(..........جاری ہے)

قرآن وحدیث کی دعائیں

انتخاب: (RabishrahLeSADRI)

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن٦٠) تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔الحمدللہ ہم دعاوؤں کا ایک نیا سلسلہ شروع کررہے ہیں ان دعاؤں کو یاد بھی کریں اور پڑھنے کا اہتمام بھی کریں۔

سورہ البقرۃ

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عذَابَ النَّار ٥ (٢٠١)

ترجمہ:اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔(٢٠١)

"Our Lord, give us good in this world and good in the Hereafter, and save us from the punishment of Fire." (201)

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ٥(٢٥٠)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمائیے اور ہمارے قدم جمائے رکھئے اور ہم کو کافرقوم پر غالب کیجئے۔(٢٥٠)

"Our Lord, pour out endurance on us, make firm our feet and help us against the disbelieving people." (250)

☆☆☆☆☆☆☆

لُغَۃُ الْقُرآن (حصہ-6)

بنتِ اقبال جہاں

مادہ-اتی

نمبر	الفاظ	مفہوم	عدد	صرفی تشریح
۱۸۲	لَمْ اُوْتَ (فعل)	مجھے دیا گیا، (کاش) مجھے نہ دیا جاتا (۲۵:۶۹)		(انعال: اٰتی، یُؤْتِی) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول منفی بہ لم واحد متکلم
۱۸۳	اُوْتُوْا (فعل)	وہ دیئے گئے، ان کو دیا گیا، ان کو ملا (۲:۱۰۱)		(انعال: اٰتی، یُؤْتِی) اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب
۱۸۴	اُوْتُوْہُ (فعل)	(اُوْتُوْا-ہُ) وہ دیئے گئے وہ، وہ ان کو دی گئی (۲:۲۱۳)		اُوْتُوْا (انعال) اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول جمع مذکر غائب ہُ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب
۱۸۵	اُوْتِیَ (فعل)	اسے دیا گیا، اسے ملا (۲:۱۳۶)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول واحد مذکر غائب
۱۸۶	اُوْتِیَتْ (فعل)	اس کو دیا گیا، اس کو ملا (۲۷:۲۳)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول واحد مونث غائب
۱۸۷	اُوْتِیْتَ (فعل)	تجھ کو دیا گیا، تجھ کو ملا (۲۰:۳۶)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول واحد مذکر حاضر
۱۸۸	اُوْتِیْتُمْ (فعل)	تم کو دیا گیا، تم کو ملا (۳:۷۳)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول جمع مذکر حاضر
۱۸۹	اُوْتِیْتُہٗ (فعل)	(اُوْتِیْتُ-ہٗ) مجھے وہ دیا گیا۔ مجھے وہ ملا (۲۸:۷۸)		اُوْتِیْتُ (انعال) اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول واحد متکلم ہٗ، ضمیر مفعول واحد مذکر غائب
۱۹۰	اُوْتَیَنَّ (فعل)	(اُاُوْتَیَنَّ) مجھے ضرور دیا جائے گا/ضرور ملے گا (۱۹:۷۷)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول بانون تاکید ثقیلہ واحد متکلم
۱۹۱	اُوْتِیْنَا (فعل)	ہمیں دیا گیا، ہمیں ملا (۲۷:۱۶)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول جمع متکلم

۱۹۲	لَا تُؤْتُوا (فعل	تم مت دو (۴:۵)		(انعال :اتٰی، یُؤْتِی) اِیْتَاءٌ سے نہی جمع مذکر حاضر
۱۹۳	تُؤْتُونِ (فعل)	(تُؤْتُوا ـ نِ) تم مجھے دو (۱۲:۶۶)		تُؤْتُوا (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع منصوب جمع مذکر حاضر، ن اصل میں نِیْ، ن وقایہ، ی ضمیر مفعول واحد متکلم محذوف
۱۹۴	تُؤْتُونَهُنَّ (فعل)	(تُؤْتُونَ ـهُنَّ) تم ان کو (نہیں) دیتے ہو (۴:۱۲۷)		تُؤْتُونَ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع جمع مذکر حاضر، هُنَّ ضمیر مفعول جمع مونث غائب
۱۹۵	لَمْ تُؤْتَوْهُ (فعل)	(لَمْ تُؤْتَوْا ـ هُ) نہ دیئے جاؤ تم وہ، تم کو وہ نہ دیا جائے (۵:۴۱)		لَمْ تُؤْتَوْا (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول منفی بہ لم جمع مذکر حاضر، هُ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب
۱۹۶	تُؤْتُوهَا (فعل)	(تُؤْتُوا ـ هَا) تم اسے دو (۲:۲۷۱)		تُؤْتُوا (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع (مجزوم) جمع مذکر حاضر، هَا ضمیر مفعول واحد مونث غائب
۱۹۷	تُؤْتِی (فعل)	تو دیتا ہے/دے گا (۳:۲۶)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع واحد مذکر حاضر
۱۹۸	تُؤْتِیْ (فعل)	وہ دیتی ہے۔ وہ لاتی ہے (۱۴:۲۵)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع واحد مونث غائب
۱۹۹	نُؤْتٰی (فعل)	ہمیں دیا جائے (۶:۱۲۴)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول جمع متکلم
۲۰۰	نُؤْتِهٖ (فعل)	(نُؤْتِ ـ هٖ) ہم اس کو عطا کریں گے (۳:۱۴۵)		نُؤْتِ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجزوم جمع متکلم هٖ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب
۲۰۱	نُؤْتِهَا (فعل)	(نُؤْتِ ـ هَا) ہم اس کو عطا کریں گے (۳۳:۳۱)		نُؤْتِ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجزوم جمع متکلم هَا ضمیر مفعول واحد مونث غائب
۲۰۲	نُؤْتِیْهِ (فعل)	(نُؤْتِ ـ هِ) ہم اسے دیں گے (۴:۷۴)		نُؤْتِیْ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع جمع متکلم هِ ضمیر مفعول واحد مذکر غائب
۲۰۳	نُؤْتِیْهِمْ (فعل)	(نُؤْتِیْ ـ هِمْ) ہم ان کو عطا کریں گے (۴:۱۶۲)		نُؤْتِیْ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع جمع متکلم هِمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب

۲۰۴	يُؤْتِ (فعل)	وہ دیتا ہے، وہ دے گا (۴:۴۰)		(انعال :اٰتٰی، یُؤْتِیْ) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجزوم واحد مذکر غائب
۲۰۵	يُؤْتَ (فعل)	جس کو دی گئی (۲:۲۶۹)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول (مجزوم) واحد مذکر غائب
۲۰۶	لَمْ يُؤْتِ (فعل)	اس نے نہیں دیا (۵:۲۰)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع منفی بہ لم واحد مذکر غائب
۲۰۷	لَمْ يُؤْتَ (فعل)	اس کو نہیں دیا گیا (۲:۲۴۷)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول منفی بہ لم واحد مذکر غائب
۲۰۸	يُؤْتٰى (فعل)	وہ دیا جائے (۳:۷۳)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول (منصوب) واحد مذکر غائب
۲۰۹	يُؤْتِكُمْ (فعل)	(يُؤْتِ ـ كُمْ) وہ دے گا تمھیں (۸:۷۰)		يُؤْتِ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع (مجزوم) واحد مذکر غائب، كُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر
۲۱۰	يُؤْتُوا (فعل)	وہ دیں، وہ ادا کریں (۲۴:۲۲)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع (منصوب) جمع مذکر غائب
۲۱۱	يُؤْتُوْنَ (فعل	وہ دیتے ہیں، وہ دیں گے (۴:۵۳		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع جمع مذکر غائب
۲۱۲	يُؤْتَوْنَ (فعل)	ان کو دیا جائے گا، وہ دیئے جائیں گے (۲۸:۵۴)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول جمع مذکر غائب
۲۱۳	يُؤْتِيْ (فعل)	وہ دیتا ہے (۲:۲۴۷)		(انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع واحد مذکر غائب
۲۱۴	يُؤْتِيَنِ (فعل)	(يُؤْتِيَ ـ نِ) وہ مجھے دے، مجھے عنایت کرے (۱۸:۴۰)		يُؤْتِيُ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع واحد مذکر غائب، نِ (اصل میں نِيْ) میں ن وقایہ، ی ضمیر مفعول واحد متکلم محذوف

۲۱۵	یُؤْتِیْنَا (فعل)	(یُؤْتِیْ۔نَا)وہ ہمیں دے گا (۵۹:۹)		یُؤْتِیْ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع واحدمذکر غائب، نَا ضمیر مفعول جمع متکلم
۲۱۶	یُؤْتِیْهِ (فعل)	(یُؤْتِیْ۔هِ)وہ اس کو دیتا ہے،وہ اسے دے گا (۷۳:۳)		یُؤْتِیْ (انعال) اِیْتَاءٌ سے مضارع واحدمذکر غائب، هِ ضمیر مفعول واحدمذکر غائب
۲۱۷	یُؤْتِیْهُ (فعل)	اسے دے(۷۹:۳)		ایضاً
۲۱۸	یُؤْتِیْهِمْ (فعل)	(یُؤْتِیْ۔هِمْ)وہ دے گا ان کو (۱۵۲:۴)		یُؤْتِیْ (انعال)اِیْتَاءٌ سے مضارع واحدمذکر غائب، هِمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب
۲۱۹	لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ (فعل)	(لَنْ یُؤْتِیَ۔هُمْ)وہ انہیں ہرگز نہیں دے گا(۳۱:۱۱)		(انعال)اِیْتَاءٌ سے مضارع منفی بہ لن واحدمذکر غائب، هُمْ ضمیر مفعول جمع مذکر غائب
۲۲۰	اٰتٍ (اسم)	آنے والا (۱۳۴:۶)		(ضرب:اَتٰی۔یَاْتِیْ) اِتْیَانٌ (آنا) سے اسم فاعل واحدمذکر (بحالت رفع وجر) یہاں محلاً مرفوع ہے۔یہ اسم منقوص ہے اصل میں اٰتِیٌ ہونا چاہیئے تھا،تعلیل کے بعد اٰتٍ ہوگیا
۲۲۱	اٰتِیْ (اسم)	آنے والا (۹۳:۱۹)		(ضرب:اَتٰی۔یَاْتِیْ) اِتْیَانٌ سے اسم فاعل واحد مذکر (مضاف)
۲۲۲	اٰتِیَةٌ (اسم)	آنے والی (۸۵:۱۵)		(ضرب) اِتْیَانٌ سے اسم فاعل واحد مونث
۲۲۳	اٰتِیْکُمْ (اسم)	(اٰتِیْ ۔کُمْ)تمھارے پاس لانے والا (۱۹:۴۴)		اٰتِیْ،(اسم فاعل واحد مذکر) مضاف، کُمْ(ضمیر جمع مذکر حاضر) مضاف الیہ
۲۲۴	اٰتِیْهِ (اسم)	(اٰتِیْ ۔هِ)اس کے پاس آنے والا (۹۵:۱۹)		اٰتِیْ مضاف، هِ (ضمیر واحدمذکر غائب) مضاف الیہ
۲۲۵	اٰتِیْهِمْ (اسم)	(اٰتِیْ ۔هِمْ)ان کے پاس آنے والا (۷۶:۱۱)		اٰتِیْ مضاف،هِمْ(ضمیر جمع مذکر غائب) مضاف الیہ
۲۲۶	مَاْتِیًّا (اسم)	آنے والا (ضرور آکر رہے گا) (۶۱:۱۹)		(ضرب:اَتٰی۔یَاْتِیْ) اِتْیَانٌ سے اسم مفعول بمعنی اسم فاعل واحدمذکر

اهلِ علم کا احترام

(ابنِ آدم)

امام ابوعبید القاسم بن سلام رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۲۴ھ نے اپنی طالب علمی کے زمانہ کے حالات میں لکھا ہے:

میں جب بھی کسی محدث یا عالم کے پاس حاضر ہوا کبھی باہر سے آواز یا دستک نہیں دی بلکہ ہمیشہ باہر کھڑے ہو کر ان کے از خود باہر تشریف لانے کا انتظار کیا اور میں نے اہل علم کے احترام کا یہ طریقہ قرآن کریم کی اس آیت سے سیکھا ہے:

" وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُ جَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم " (الحجرات آیت نمبر ۵)

ترجمہ: "اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آ جاتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا"۔

علامہ داودی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "طبقات المفسرین" میں لکھا ہے کہ یہ اہلِ علم کا بہت اچھا ادب ہے۔

اس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سبقت حاصل ہے کہ آپ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے کے پاس ان کے انتظار میں کھڑے رہے باوجود یہ کہ تیز ہوا آپ کے چہرہ کو گرد آلود کر رہی تھی۔

جب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد! اگر آپ پیغام بھیج دیتے تو میں آپ کے پاس آ جاتا۔

تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "علم کے پاس چل کر آیا جاتا ہے" (مثالی بچپن:

ص ۱۱۵)

فائدہ : حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا:

ادب کا خلاصہ اور حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے کسی قول یا فعل سے بزرگوں کو ادنیٰ تکلیف بھی نہ پہنچائے اور ان کے دل کو مکدر نہ کرے ورنہ استفادہ تو کیا بسا اوقات سخت نقصان ہوتا ہے، اس لئے کہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ جس طرح شیخ کی شفقت اور محبت باعثِ ترقی ہوتی ہے اسی طرح اس کا غصہ سببِ محرومی بنتا ہے، اگر جان بوجھ کر اس طرح کا کام کیا جائے تو ظاہر ہے اس سے دل دُکھتا ہے اور اگر بلا ارادہ ہو اس سے بھی کبھی دل پریشان ہو جاتا ہے جو سبب ہے حرمان و بدنصیبی کا۔ (مجالسِ علم و ذکر:۲۔۵۵)

نوٹ : مندرجہ بالا مضمون مولانا محمد ناصر درویش صاحب (فاضل جامعہ فاروقیہ) کی کتاب ''طلباء کے لئے تربیتی واقعات'' (ص ۵۸، ۵۹، مکتبہ بیت العلم) سے لیا گیا۔ آج زمانہ نے مادی طور پر تو ترقی کر لی ہے لیکن اہل علم کا احترام دلوں سے آہستہ آہستہ نکلتا جارہا ہے۔ احترام تو دور کی بات آج ہماری زبانیں علماء کرام پر تنقید کرنے سے نہیں رکتیں۔ جب کسی نعمت کی قدر نہ کی جائے تو اس میں کمی آجاتی ہے یا پھر مکمل طور پر چھین لی جاتی ہے۔ کہیں اہل علم کی ناقدری ہمیں علم سے دور نہ کردے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنے اساتذہ اور دیگر اہل علم کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمادیں ۔آمین

☆☆☆☆☆☆☆

تین بکھرے موتی

(قسط-13)

(مفتی رضوان لطیف)

شریعت کے احکام تو ہر صورت وشکل میں موجود ہیں۔۔۔لیکن انسان کی طبیعت بھی عجیب ہے۔۔۔اگر کوئی شریعت کا حکم عدد متعینہ میں ہو۔۔۔تو انسان کی طبیعت اسکو قبول کرنے کے لئے جلد تیار ہو جاتی ہے۔۔۔کبھی ایک لمبی بات سن، پڑھ کر بھی عمل کے لئے تیار نہیں ہوتا۔۔۔کبھی ایک مختصر جملہ اس کی زندگی کی کایا پلٹ دیتا ہے۔۔۔حتی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار احکام شریعہ کو عدد میں متعین کر کے بیان فرمایا کرتے اور لوگوں کو سمجھایا کرتے تھے۔۔۔انسان کا ذہن بھی عجیب ہے۔۔۔اگر کوئی چیز عدد میں متعین کئے بغیر بیان کی جائے تو یاد نہیں رہتی۔۔۔لیکن عدد متعین کر کے بیان کی جائے تو جلد ذہن نشین ہو جاتی ہے۔۔۔اور یاد بھی رہتی ہے۔

اسی نیک مقصد کی خاطر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔۔۔اس سلسلے میں ثلاثیات (تین کے عدد سے متعین اقوال) کا تذکرہ کیا جائیگا۔۔۔اللہ تعالی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشیں اور نجات کا ذریعہ بنائیں (آمین)

۱۔ جس نے ستاروں میں ان تین کے علاوہ کوئی عقیدہ رکھا تو اس نے غلطی کھائی اور اللہ پر جھوٹ باندھا

۱۔ اللہ پاک نے انکو آسمان کے لئے زینت بنایا ہے،

۲۔ ان سے شیطانوں کو مارا جاتا ہے،

۳۔ خشکی اور تری میں رات کے سفر میں انکی مدد سے درست سمت کا تعین کیا جاتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

۲۔ ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار کی ممانعت کے بعد بنی اسرائیل کے تین گروہ بن گئے

ا۔ جنہوں نے حیلہ سے شکار کیا (انکو بندر بنا دیا گیا)

۲۔ جن لوگوں نے انکو شکار کرنے سے منع کیا (یہ لوگ عذاب الٰہی سے بچ گئے)

۳۔ جن لوگوں نے نہ خود شکار کیا اور نہ ہی منع کیا (یہ لوگ بھی بچ گئے)

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۹۴، تفسیر عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۲۲۶)

۳۔ اللہ تعالیٰ کو تین جگہ خاموش رہنا پسند ہے

ا۔ جب قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو

۲۔ جہاد کے دوران میدان جنگ میں،

۳۔ جنازے کے پاس۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ا ۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ صفحہ ۲۱۳)

۴۔ حضرت نوحؑ کی کشتی کے تین حصے تھے

ا۔ ایک حصے میں چرندے اور وحشی جانور تھے

۲۔ ایک حصے میں انسان تھے

۳۔ ایک حصے میں پرندے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۲۰، تفسیر طبری جلد ۱۵ صفحہ ۳۱۱)

۵۔ نماز کی تین خصوصیات ہیں جسمیں یہ تین نہ پائی جائیں وہ نماز نماز ہی نہیں:

ا۔ اخلاص (یہ نیکی پر ابھارتا ہے)

۲۔ اللہ کا ڈر (یہ برائی سے روکتا ہے)

۳۔ اللہ کی یاد (یہ نیکی پر ابھارتی ہے اور برائی سے روکتی ہے)

(تفسیر ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۲۸۲)

☆☆☆☆☆☆☆

(تحریر: مفتی اظہار احمد)

باب۔۴ (قسط۔۷)

عورت اسلام کے معارف میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ا۔ سلام ان بے مثال عورتوں کو:

اسلام کی تاریخ کو اگر اُٹھا کر مطالعہ کیا جائے ،تو ان میں بے شمار خواتین ایسی گزری ہیں جنہوں نے اسلام کے لیے اپنی جانیں قربان کیں ، بے شمار خواتین ایسی ملیں گی جنہوں نے علمی میدان میں کمال حاصل کیا، بہت ساری خواتین ایسی گزری جنہوں نے بہادری کے ساتھ کفار کے خلاف جہاد کیا ان میں چند سرفروشاؤں کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے دین کی خاطر اپنے کو ذبح تو کرادیا، پر صبر اور استقامت کے دامن کو اپنے ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیا۔

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم جس وقت حضرت موسٰی علیہ السلام جادوگروں کے مقابلے میں کامیاب ہوئے اور جادوگر مسلمان ہو گئے تو حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ایمان کا اظہار کر دیا فرعون نے ان کو سخت سزا دینا تجویز کیا تفسیر قرطبی میں ان سزاؤں کو مفسرین کرام کے اقوال کے ساتھ ذکر کیا ہے:۔

وقال سلمان الفارس فیهما روی عنه عثمان الهندی: کانت تعذب بالشمس فاذا آذاها حرّ الشمس اظلّتها الملائکة باجنحتها وقیل: ستمر یدیها ورجلیها فی الشمس ووضع علی تظهر رصی:

فاطلعها اللّٰه حتّفی رات مکانها فی الجنة(قرطبی:۱۸،ص۱۳۲)

’’حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان سے عثمان نہدی نے روایت کیا ہے (فرعون حضرت آسیہ کو) سورج کی تپش سے اذیت دیتا تھا،

جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو سورج کی تپش سے ایذاء دیتا تھا ملائکہ ان پر سایہ کرتے اپنے پروں کے ساتھ، اور بعض نے کہا ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ میں رکھ دیتا۔ سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا پس اللہ تعالیٰ نے غیب سے ان کو جنت میں اُن کا ٹھکانہ دیکھا دیا۔

حضرت مفتی اعظم مفتی شفیع رحمہ اللہ معارف القرآن میں "وضرب اللّٰہ مثلاً للّذین اٰمنو امرت فرعون" (سورہ التحریم) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض روایات میں ہے کہ ان کو چومیخ کر کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا یعنی چاروں ہاتھوں پیروں میں میخیں گاڑ دیں کہ حرکت نہ کر سکیں اس حالت میں اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جو اس آیت میں مذکور ہے اور بعض روایات میں ہے کہ یہ تجویز کیا کہ اوپر سے بہت بھاری پتھر اُن کے سر پر ڈال دیا جائے، ابھی ڈالنے نہیں پائے تھے کہ اُنھوں نے دُعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی روح قبض کر لی، پتھر جسم بے جان پر گرا اور دُعا میں یہ فرمایا کہ میرے رب جنت میں اپنے پاس گھر بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ہی اُن کو جنت کا گھر دکھلا دیا۔

(معارف القرآن: ج ۸، ص ۵۰۷)

اب حضرت آسیہؓ نے کس استقامت کا مظاہرہ کیا اتنے ظلم در ظلم کے باوجود اُنھوں نے استقامت کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ظلم تو قبول کر لئے پر اللہ وحدہ لاشریک کی توحید کا ڈھنکا بجانے سے باز نہیں آئیں۔
یہ مثال اس عورت کی تھی جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر ایمان لایا اور اس پر ثابت قدم رہی۔ اب آتے ہیں اس دور کی طرف جس کو نبی آخر الزمان ﷺ لے کر آئے تھے، شروع میں حضور سرورِ کائنات ﷺ

کے صحابہ اکرام اور صحابیات پر کفار نے جوظلم کیے تاریخ ان ظلم اور بربریت کی داستانوں سے بھری پڑی ہے جن کے لکھتے وقت قلم بھی کانپ کررہ جاتا ہے۔ ان داستانوں میں سے دل کو ہلا دینے والی داستان حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا ہے، یہ دونوں حضرت وہ ہیں کہ جنہوں نے اسلام میں سب سے پہلے شہادت کے تاج کو سر پر سجایا، ان حضرات کو اس قدر اسلام کی وجہ سے ستایا اور کلمہ کفر کے بول کہنے پر مجبور کیا، پر اُنہوں نے کلمہ کفر کہنے سے قطعی طور پر انکار کیا یہاں تک کہ ان دونوں کو شہید کر دیا، ابو جہل نے تو ظلم کی انتہاء کر دی کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شرمگاہ میں برچھی ماری اور حضرت مفتی شفیع تفسیر معارف میں لکھتے ہیں کہ: حضرت سمیہ کو دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر ان کو دوڑایا گیا، جس سے ان کے دو ٹکڑے الگ الگ ہو کر شہید ہوئیں'' آج ہم اسلام کا نام تو بڑے آرام سے لیتے ہیں؛ پر اس کو ہم بھول جاتے ہیں کہ اسلام کو ہم تک پہنچانے میں ان شہیدوں نے اپنی جانیں تک گنوا دیں، مردوں نے تو اپنے جانوں کے نذرانے پیش کیے پر اس میدان میں صنفِ نازک بھی پیچھے نہیں ہیں۔

اس کے علاوہ ان جاں نثار عورتوں میں سے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں کا نذرانہ پیش کیا، ان کا جرم صرف یہ تھا کہ انہوں نے لا الہ الا اللہ کا نعرہ بلند کیا تھا، جس کی پاداش میں خنجر سے ان کی دونوں آنکھوں کو نکال دیا تھا۔ سلام ہے ایسی عورتوں پر جن کی قربانیوں کی بدولت آج ہم اسلام کا نام لیتے ہیں اور ان عورتوں کی شہادت پر فخر کرتے ہیں۔

یہ صحابیات ایسی تھیں جن کے قلوب میں جذبہ جہاد رچا بسا تھا، حضور ﷺ سے محبت اس قدر تھی کہ جنگ میں اپنی اولاد کو بھول جاتی تھیں پر نبی آخر الزمان ﷺ کی حیات کی دعا کرتی تھیں وہ خواتین ایسی تھیں کہ اُنہوں نے اپنے جگر گوشوں کو جہاد کے لیے اور دین اسلام کے لیے پیش کرتی تھیں اگر ایک شہید ہو جاتا تو دوسرا پیش کرتی، کوئی بے وقوف، اگر یہ سوال کرے کہ ان کو اپنے اولاد سے محبت نہیں تھی جو اپنی اولاد کو اپنی آنکھوں کے سامنے ٹکڑے کرنے بھیجتی تھیں تو یہ اس سائل کی حماقت ہے، کیونکہ وہ عورتیں ایسی نہ تھیں جیسا کہ آج کے دور کی ہیں، اولاد کی محبت ہر ماں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت رکھی ہے۔ پر ان کو اولاد کی محبت سے اسلام کی محبت مقدم تھی، اب اس واقعہ سے اندازہ لگایئے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا جب اسلام لائیں، تو دیکھئے اسلام نے ان نفسیات میں کیسا انقلاب برپا کر دیا جس اللہ کی

بندی نے اپنے بھائیوں پر رونا شعار بنالیا تھا اور ایسے ایسے مرثیے کہے کہ آدمی رونے لگتا تھا اور ان کی شاعری اس پر مرکوز ہو گئی تھی لیکن بہر حال بھائی اور بیٹے میں فرق ہوتا ہے، بیٹا جگر کا ٹکڑا ہوتا ہے جگر کا گوشہ ہوتا ہے، ہزار بھائی سے محبت، لیکن بیٹا جسم کا ایک جز ہوتا ہے جگر کا گوشہ ہوتا ہے، ایک غزوہ کے موقع پر اپنے بیٹوں کو بلایا اور ایک کو رخصت کیا اور کہا بیٹا پیٹھ نہ دکھانا میں نے اس دن کے لیے تم کو دودھ نہیں پلایا تھا اس کے بعد ایک کی شہادت کی خبر سنتی رہیں اور جب آخری بیٹے کی شہادت کی خبر سنی تو ان کی زبان سے یہ لفظ نکلے" الحمد للّٰہِ الَّذِی اکرمنی بشھادتھم "اے خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے ان کو شہادت سے سرفراز فرمایا اور اس کی عزت بخشی۔ (ماخذ: اسلام میں عورتوں کا درجہ ص ۱۱۷)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ مختصر سی تحریر تھی ان جاں نثار صحابیات کی ایک ایک کا اگر تذکرہ شروع کر دیا جائے جنھوں کے صفحے بھر جائیں گے، پر ان کے حالات شاید ختم ہوں۔

۲۔ باکمال خواتین کی لاجواب باتیں:

ایک دفعہ بصرہ کے کچھ لوگ حضرت رابعہ بصری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے" اے رابعہ! مردوں کو کیوں ایسے مرتبے حاصل ہوئے جو عورتوں کو کبھی نہیں مل سکے۔ کیا اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں، اسی لیے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ نے مرتبہ نبوت پر ہمیشہ مردوں ہی کو فائز کیا اور اس اعزاز سے عورتوں کو ہمیشہ محروم رکھا"۔

حضرت رابعہ نے جواب دیا بھائیو! کیا تم نے کبھی سنا ہے کہ کسی عورت نے آج تک خدائی کا دعویٰ کیا ہو۔ یہ اشکبار بھی صرف مردوں ہی کے حصے میں آیا کہ اُنہوں نے خدائی کا دعویٰ کرنے سے گریز نہ کیا۔ وہی دوسری بات تو یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی عورت کو مرتبہ نبوت پر فائز نہیں کیا مگر یہ بھی تو سوچو کہ جتنے نبی علیہ السلام، صدیق، شہید اور ولی ہوئے ہیں وہ عورتوں ہی کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں انہی کی گود میں تربیت پائی اور پروان چڑھے۔ کیا عورتوں کا یہ مرتبہ کچھ کم ہے؟ یہ سن کر لوگ لاجواب ہو گئے (ماخذ اسلام اور عورت)

''حضرت سعید بن مروق رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ اور تبع تابعین کے گل سر سبد حضرت سفیان، ثوری کی والدہ نیک سیرت اور صاحب علم خاتون تھیں۔ حضرت سفیان کے حصول علم کی راہ میں جب والدین کی معاشی حالت رکاوٹ بننے لگی تو سفیان کے جذبہ دینی اور ہمت مردانہ نے اس کو دور کر دیا ایک دن اُنہوں نے حضرت سفیان کو حصول علم کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے تم حصولِ علم میں مشغول رہو، میں چرخہ کاٹ کر تمہارے اخراجات پورے کردوں گی''۔

ام سفیان نے بیٹے کو صرف حصول علم ہی کی ترغیب نہیں دی بلکہ ان کو نصیحت بھی کی کہ یہ علم ان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کا سبب ہو۔ ان کے بگاڑنے کا باعث نہ ہو وہ عبادت ہو، تجارت نہ ہو ان کا کاروبار ہو مار نہ ہو۔ چنانچہ ایک بار بڑی دل سوزی سے نصیحت کی کہ '' بیٹے جب تم دس حرف لکھ چکو تو دیکھو کہ تمہارے چال ڈھال اور حلم و وقار میں کوئی اضافہ ہوا یا نہیں۔ اگر کوئی اضافہ نہیں ہوا تو علم نے تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا (بحوالہ ایضاً)

۳۔ عورت کا پردہ اور اُس کی شرعی حدود:

آج کے دور میں خواتین کے پردہ کا مسئلہ بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے. جس پر طویل گفتگو اور بحث ہوتی رہتی ہے، لہٰذا اس مسئلہ کا خلاصہ اور لب لباب یہاں تحریر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ہمارے اس دور میں عورت کے پردے اور بے پردگی پر بے شمار باتیں لکھی جا چکی ہیں، لیکن یہاں مختصراً اور خلاصتہً چند آیات اور احادیث کہا جاتا ہے۔

''شرعی پردہ'' جس کا قرآن وسنت میں حکم دیا گیا ہے، اس کے تین درجے ہیں (اعلیٰ درجہ، متوسط درجہ اور ادنیٰ درجہ) اور ہر درجہ پردے اور ستر کے لحاظ سے دوسرے سے بلند اور اعلیٰ ہے اور فوقیت رکھتا ہے اور یہ تمام درجات قرآن واحادیث سے ثابت ہیں اور ان میں سے کوئی درجہ منسوخ نہیں ہوا۔ البتہ مختلف حالات میں خواتین کی طرف مختلف درجات کا حکم متوجہ ہوتا رہتا ہے، وہ تین درجے مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا درجہ:

خواتین کا اپنے جسم کو گھر کی چار دیواری یا پردے اور ھودج وغیرہ میں اس طرح چھپانا کہ ان کی ذات اور ان کے لباس اور ان کی ظاہری اور چھپی زینت کا کوئی حصہ اور ان کے جسم کا کوئی حصہ چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ کسی مرد کو نظر نہ آئے۔

دوسرا درجہ:

خواتین کا برقع یا چادر کے ذریعے اس طرح پردہ کرنا کہ چہرہ ہتھیلیاں اور پورے جسم کا کوئی حصہ چہرہ اور زینت کا لباس نظر نہ آئے بلکہ عورت کا پورا جسم سر سے لے کر پاؤں تک ڈھکا ہوا نظر آئے۔

تیسرا درجہ:

خواتین کا چادر وغیرہ سے اس طرح پردہ کرنا کہ اس کا چہرہ ہتھیلیاں اور اس کے قدم کھلے ہوئے ہوں۔

خواتین کے پردے میں اصل تو پہلا درجہ ہے وہ یہ ہے کہ اپنے گھر کے اندر رہے اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے اس لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"وقرن فی بیوتکن" (سورۃ الاحزاب:۳۳)

"اور رہو اپنے گھروں میں"

خطاب اگرچہ یہاں پر ازواج مطہرات کو ہے پر حکم اس کا عام ہے، اس لیے کہ اس آیت سے پہلے اور اس آیت کے بعد جو احکام ہیں وہ بالاجماع امّہات المؤمنین کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذا سألتموھن متاعاً فسئلوھن من ورّاء حجاب (سورۃ الاحزاب:۵۳)

یعنی جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

یہ آیت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ کے موقع پر نازل ہوئی اور اسی وقت ان کے اور دوسرے مردوں کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا گیا۔ اسی طرح مندرجہ ذیل احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں:۔

عَنْ النّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَرأَةُ عَوْرَةٌ فَاذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ ٥ اخرجه الترمذی، وقال حديث حسن صحيح غريب
(مشکوٰۃ شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت چھپانے کی چیز ہے، جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک میں لگ جاتا ہے۔

اور ابن خذیمہ اور ابن حبان بھی اپنی صحیین میں یہ حدیث لائے ہیں اور ان میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ:

واقرب ماتکون من وجه ربها وهي فی قعر بيتها

یعنی عورت جب تک اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے۔ (مسلم ج ۱، ۱۲۹:)

مندرجہ بالا احادیث بالکل وضاحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ عورت کے لیے اصل حکم یہ ہے کہ گھر کے ذریعے پردہ کرے اور اپنی ذات کو اجنبی مردوں سے مخفی رکھے، ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔

حجاب کا دوسرا درجہ: بعض اوقات عورت کو اپنی حوائج طبعیہ کے لیے گھر سے باہر نکلنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ برقع سے یا چادر سے اپنے آپ کو اس طرح چھپالے کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو، یہ حجاب کا دوسرا درجہ ہے۔

اوراس حجاب کا ثبوت بھی قرآن کریم سے ثابت ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں:

یا أیھا النبی قل لّازواجك وبناتك ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن۔ (الاحزاب:۵۹)

''اے نبی ﷺ! اپنی ازواج سے اوراپنی بیٹیوں سے اوردوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر چادرلٹکالیا کریں۔

ظاہر ہے کہ عورت کے اوپر چادرلٹکانے سے مقصود یہ ہے کہ اس کا پورابدن حتّٰی کہ اس کا چہرہ بھی چھپ جائے اورلغت عرب میں جلباب اس چادرکوکہا جاتا ہے جو پورے بدن کو چھپالے، نہ کہ وہ چادر جو بعض جسم کو چھپائے''

"یدنین علیھن من جلابیبھن" کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شفیع نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ:

اس میں ''یدنین، اِدناء'' سے مشتق ہے، جس کے لفظی معنی قریب کرنے کے ہیں اورلفظ علیھن کے معنی اپنے اوپر، اورجلابیب جمع جلباب کی ہے جوایک خاص لمبی چادرکوکہا جاتا ہے، اس چادر کی ہیئت کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ چادر ہے جودوپٹہ کے اوپراوڑھی جاتی ہے۔ (ابن کثیر) اورحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی ہیئت یہ بیان فرمائی ہے:

اَمَرَ اللّٰہ نساء المؤمنین اِذا خرجن من بیوتھن فی حاجة اَن یغطین وجوھھنّ من فوقِ رؤسھن بالجلابیب و یبدین عیناً واحداً (تفسیر الطبری)

''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عورتوں کوحکم دیا کہ جب اپنے گھروں سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے یہ چادرلٹکا کر چہروں کو چھپالیں اورصرف ایک آنکھ (راستہ دیکھنے کے لیے) کھلی رکھیں''۔

اور امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید سلمانی سے اس آیت کا مطلب اور جلباب کی کیفیت دریافت کی تو اُنہوں نے سر کے اوپر سے چادر...... چہرہ پر چادر لٹکا کر چہرہ چھپالیا اور بائیں آنکھ کھلی رکھ کر ادناء وجلباب کی تفسیر عملاً بیان فرمائی (معارف القرآن: ج ۷، ص ۲۳۳، ۲۳۴)

بہر حال! یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ عورت جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلے تو اُس کے لیے شرعاً یہ حکم ہے کہ اپنے چہرے کا ستر کر کے نکلے۔ بخاری شریف باب عیدین میں ایک روایت ہے کہ:

عن حفصه بنت سيرين و لفظه "فقالت يا رسول الله ﷺ أعلى احدانا بَأسٌ إذالم يَكُنْ لَها جلبَابٌ أن لاّ تخرُجَ فقال لتلبسها صَاحِبَتُهَا من جلبابها" (بخاری فی العیدین: ص ۹۸۰)

"حضرت حفصہ بنت سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُنہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم سے کسی کے پاس جلباب نہ ہو تو کیا اس پر گناہ ہے اگر وہ (عیدگاہ کی طرف) نہ نکلے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اس کی سہیلی اپنا جلباب اس کو پہنا دے"۔

نیز ابوداؤد شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت ہے کہ:

عن عائشه رضي الله عنها قالت: كان الركبان يمرون بنا و نحن مع رسول الله ﷺ محرمات فاذا حاذوا بنا سدلت احدانا جلبابها من رأسها على وجهها فاذا جاوزونا كشفناه۔

(ابوداؤد فی الحج: باب المحرمۃ تغطی وجھھا ص ۱۸۲۳)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اقدس ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھے، اس وقت

ہمارے پاس سے لوگوں کی سواریاں گزر رہی تھیں، جب وہ سواریاں ہمارے قریب آئیں تو ہم اپنی چادریں سر کے اوپر سے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ سواریاں آگے گزر جاتیں تو ہم اپنا چہرہ کھول لیا کرتی تھیں''۔

مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرات صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نزول حجاب کے بعد چادروں سے اپنے جسم کو ڈھانپنے کا التزام کرتی تھیں اور گھر سے نکلتے وقت اس چادر کو اپنے چہرے پر بھی لٹکا لیا کرتی تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پردے کا یہ اہتمام دوسرے حالات میں تو تھا ہی حتّٰی کہ حالت احرام میں جب کہ چہرے پر کپڑا کا چھونا شرعاً ممنوع ہے، اس وقت بھی چہرے کے پردہ کا اہتمام فرمایا۔

حجاب کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب عورت گھر سے باہر نکلے تو اس کا پورا بدن سر سے لے کر پاؤں تک ڈھکا ہوا ہو، البتہ ضرورت کے وقت اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھول دے بشرطیکہ فتنہ سے مامون ہو۔ حجاب کے اس تیسرے درجہ کا ثبوت قرآن سے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن و يحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ماظهر منها۔

یعنی آپ ﷺ مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں کھلی چیز ہو

''ما ظهر منها'' کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مفتی شفیع نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ:

پہلا استثناء ما ظهر منها کا ہے یعنی عورت کے لیے اپنی زینت کی کسی چیز کو مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں، بجز ان چیزوں کے جو خود بخود ظاہر ہو جاتی ہیں یعنی کام کاج اور نقل و حرکت کے وقت جو چیزیں عادۃً کھل ہی

جاتی ہیں اور عادۃً اس کا چھپانا مشکل ہو وہ مستثنیٰ ہیں ان کے اظہار میں کوئی گناہ نہیں۔ (معارف القرآن: : ج٦ ص ٤٠١)

> ابو داؤد شریف کی ایک روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ کے پاس اس طرح آئیں کہ ان کے اوپر باریک کپڑے تھے، حضور اقدس ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو یہ مناسب نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے اور آپ ﷺ نے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

آج کل کے مغرب زدہ ذہنیت کے حامل لوگ یہ بکواس کرتے ہیں کہ عورت کا چہرہ اور ہاتھ وغیرہ اس میں داخل نہیں حالانکہ ایسے بے وقوف لوگ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ جو روایت میں حکم آیا ہے یہ گھر کے اندر رہتے ہوئے حکم ہے گھر سے باہر تو ماقبل آیات اور روایات اس بات پر شاہد ہیں کہ گھر سے باہر نکلتے ہوئے عورتوں کو مکمل پردہ کرنا چاہیے اور صحابیات جب اپنے گھروں سے باہر نکلتی تھیں وہ اپنے آپ کو مکمل چادر وغیرہ سے لپیٹ کر نکلتی تھیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مغربی ذہنیت والوں کو پردہ اور ستر میں فرق کا بھی پتا نہیں۔ ستر میں تو چہرہ اور ہتھیلیاں داخل نہیں ہیں البتہ پردہ کے اندر یہ داخل ہیں۔ اگر اس فرق کو وہ سمجھ جاتے تو ان کے ذہنوں میں ایسے اشکال ہی نہ پیدا ہوتے۔

اگر مزید تفصیل درکار ہو تو دیکھئے "تکملہ فتح الملھم" اس میں حضرت شیخ مفتی تقی عثمانی مدظلہ نے بہت تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے اور آیات اور احادیث دین کے علاوہ ائمہ اربعہ کی بھی روایات کو لایا ہے اور یہ تفصیل تکملہ فتح الملھم ج ٤، ص ٢٦١ پر مذکور ہے۔

(............جاری ہے)

دار الافتاء فہم القرآن

﴿ کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم ﴾

سوال: معذوری کی حالت میں کرسی پر نماز پڑھنے کا شرعی طور پر کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً

آج کل کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا عام ہو گیا ہے، جس کو بھی تھوڑا بہت عذر ہو وہ کرسی پر بیٹھ کر نماز شروع کر دیتا ہے حالانکہ بعض صورتوں میں کرسی پر بیٹھ کر نماز ہی نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ مسئلہ وضاحت کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور اس پر نماز کی ادائیگی کی مختلف صورتیں بیان کی جاتی ہیں:

1- اگر کوئی شخص قیام رکوع اور سجدہ تینوں ارکان پر قادر ہو البتہ گھٹنے یا کمر وغیرہ میں درد کی وجہ سے سنت کے مطابق قعدہ نہ کر سکتا ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ نماز کو اس کے اصل طریقہ کے مطابق ادا کرے اور قعدہ جس طریقہ سے بھی ممکن ہو کرے۔

2- اگر رکوع و سجدہ کر سکتا ہو البتہ سجدہ سے قیام کی طرف جاتے ہوئے بوجہ گھٹنوں میں درد کے تکالیف محسوس ہوتی ہو یا کسی عذر کی وجہ سے قیام دشوار ہو تو جتنی دیر کھڑا ہو سکتا ہے اتنی دیر کھڑا ہونا اس کے ذمہ ضروری ہے یہاں تک کہ اگر صرف تکبیر تحریمہ کی مقدار کھڑا ہو سکتا ہو تو اتنا کھڑا ہونا اس کے ذمہ ضروری ہے اور کرسی پر نماز کی ادائیگی ان دونوں کے لیے درست ہے۔ بشرطیکہ باقاعدہ رکوع کرے اور سجدہ اپنے بیٹھنے کی جگہ سے برابر سطح کی زمین پر رکھی ہوئی چیز یا ایسی زمین پر رکھی ہوئی چیز جو بیٹھنے کی جگہ سے بارہ انگل یا اس سے کم اونچی ہو مثلاً میز، تپائی وغیرہ پر کرے اور اگر ایسی چیز پر سجدہ کیا جو بارہ انگل سے زیادہ اونچی ہو یا محض اشارہ سے سجدہ کیا تو اس کی نماز ہی ادا نہ ہو گی۔ واضح رہے کہ آج کل مساجد میں رکھی کرسیوں کے سامنے لگے ہوئے تختے عام طور پر بارہ انگل کی مقدار سے زیادہ اونچے ہوتے ہیں اس پر اگر مذکور شخص نے سجدہ کیا تو وہ اشارہ کے حکم میں ہو گا اور اس کی نماز ہی درست نہ ہو گی۔

3- جو شخص سجدہ سے عاجز ہو یعنی بیٹھنے کی جگہ سے برابر سطح کی چیز یا ایسی چیز جو بیٹھنے کی جگہ سے بارہ انگل اونچی ہو، پر سجدہ نہ کر سکتا ہو تو ایسے شخص کے لیے اشارہ کے ساتھ کرسی پر بیٹھ کر نماز کی ادائیگی درست ہے۔ مگر اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ سجدہ کے لیے رکوع سے زیادہ جھکے۔

کذا فی کتب الفقہ:

ملاحظہ: جو شخص زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے پر قادر ہو اس کی نماز کرسی پر کراہت سے خالی نہیں۔

............واللہ اعلم بالصواب

(محمود احمد عفی عنہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شانِ حضرت امیر معاویہؓ

از: احمد علی شیخ، فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کو ہم اپنی جان کا سلام لکھیں گے
کتاب دل کے ہر ورق پر ہم اپنے حسنؓ و حسینؓ کی شان لکھیں گے
اگر ہمیں آسمان کی حکومت مل جائے تو
ہر ستارے پر کاتب وحی امیر معاویہؓ کا نام لکھیں گے۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ستارے ہیں، سارے صحابہ کرامؓ مؤمنوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، مظلوم بھی سارے ہی صحابہ کرامؓ ہیں۔ لیکن تمام صحابہ کرامؓ میں سے جتنے مظلوم سیدنا حضرت امیر معاویہؓ ہیں شاید اتنا مظلوم کوئی بھی صحابی نہ ہوگا۔ کیونکہ روافض تو اپنی جگہ، اتنی بڑی شان کے باوجود کچھ اہلسنت و الجماعت میں سے بھی عوام الناس جہالت کی وجہ سے ان سے بغض رکھتے ہیں۔

حالانکہ حضرت امیر معاویہؓ وہ صحابی رسول ہیں جن کا دادھیال اور نانیال سے نسب نامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ سے ملتا ہے۔ عبد مناف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چار واسطوں سے دادا بنتے ہیں۔ عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔

۱: ہاشم (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ) ۲: عبد شمس (حضرت امیر معاویہؓ کے جد اعلیٰ) ۳: نوفل (حضرت جبیر بن مطعمؓ کے جد اعلیٰ) ۴: مطلب (حضرت امام شافعی کے جد اعلیٰ)

یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر معاویہؓ کا نسب ملتا ہے۔ تفصیلی نسب نامہ یوں ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

معاویہؓ بن ابوسفیانؓ بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

معاویہؓ بن ہندؓ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

حضرت ہندؓ پر پہلے شوہر فاکہہ نے تہمت لگائی تو ہندؓ کو اپنا باپ ایک کاہن کے پاس لے گیا۔ اس نے ہندؓ کے ساتھ آئی ہوئی عورتوں میں سے ہر ایک پر باری باری کندھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ اٹھ جا (یعنی تو پاک ہے) حضرت ہندؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا: "اٹھ جا، تجھ سے ایک بادشاہ پیدا ہوگا، تو پاک صاف ہے، زانیہ نہیں۔" اس کے بعد فاکہہ نے رجوع کرنا چاہا لیکن حضرت ہندؓ نہیں مانی۔ حضرت ابوسفیانؓ سے شادی ہوئی، سن 606ء ہجرت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئے۔ ایک بار عرب کے ایک مشہور قیافہ شناس نے حضرت امیر معاویہؓ کے بارے میں فرمایا: "یہ بچہ بڑا ہو کر اپنے قبیلہ کا سردار بنے گا۔" حضرت ہندؓ نے فرمایا: "صرف قبیلہ کا؟ پورے عرب کا سردار نہ بنے تو میں اس پر روؤں۔"

حضرت امیر معاویہؓ نے پچیس سال کی عمر میں اظہار اسلام کیا۔ مؤرخین کے مطابق حضرت امیر معاویہؓ کا قد بلند و بالا، رنگ گورا، ڈاڑھی میں خضاب لگایا کرتے تھے، سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ نانا عتبہ بن ربیعہ مسلمانوں سے جنگ کرتے ہوئے واصل جہنم ہوئے۔ والد حضرت ابوسفیانؓ بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتے تھے اس کے باوجود خود کبھی بھی جنگجو ہونے کے باوجود مسلمانوں کے خلاف جنگ میں نہ آئے، یہی وجہ تھی کہ اسلام کی عظمت و حقانیت دل میں تھی صرف موقعہ کی تلاش تھی۔ حضرت امیر معاویہؓ کی ہمشیرہ ام المؤمنین ام حبیبہؓ نے کب کی حبشہ کی طرف ہجرت کے وقت ہی اپنے شوہر عبید اللہ کے ساتھ مسلمان ہو کر ہجرت کر لی تھی اگرچہ وہاں جا کر شوہر مرتد ہو گئے اور مر گئے۔ ام حبیبہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ شاہ حبشہ کے ذریعہ نکاح کی تقریب ہوئی۔

یہ وہی معاویہؓ ہیں جو تمام مؤمنوں کے خالو ماموں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں جس خاندان کی لڑکی سے نکاح کروں گا یا جس سے اپنی بیٹی کا نکاح کروں گا یہ سب لوگ جنت میں میرے رفیق ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ امیر معاویہؓ کا سر اپنی بہن ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کی گود میں ہے اور وہ ان کی جوئیں دیکھ رہی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے ام حبیبہ! کیا تمہیں معاویہ سے محبت ہے؟ عرض کیا: ہاں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ اور رسول بھی معاویہ سے محبت رکھتے ہیں۔

وہ معاویہؓ جو حضرت زید بن ثابتؓ کے بعد دوسرے نمبر پر کاتب وحی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود پکار کر کہتے تھے: معاویہ وحی نازل ہوئی ہے لکھو اس وحی کو۔

وہ معاویہؓ جو حضرت زید بن ثابتؓ کے بعد کاتب اور فن تحریر کے ماہر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خطوط وغیرہ لکھواتے تھے۔

وہ معاویہؓ جو غزوہ حنین، غزوہ طائف، غزوہ تبوک میں شریک ہوئے۔

وہ معاویہؓ جن کیلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ ہدایت کے سرچشمہ سے معاویہؓ خود بھی فائدہ اٹھاتے رہے اور دوسروں کو بھی پہنچانے کا ذریعہ بنتے رہے۔

وہ معاویہؓ جن کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کتنی مرتبہ دعائیں نکلیں۔

وہ معاویہؓ کہ جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاویہ! میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، جنت کے دروازے پر تم مجھ سے ان دونوں انگلیوں کی طرح گھسر کرتنگی کرتے ہوئے چلو گے۔ یہ علامہ حلبی نے ابن عمرؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

وہ معاویہؓ جس کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا کر اور اس کو عذاب سے بچا۔ ایک اور جگہ فرمایا: اے اللہ معاویہ کو کتاب کا علم عطا کر اور اس کو ملکوں میں حکومت عطا کر اور اس کو عذاب سے بچا۔

وہ معاویہؓ جس کیلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا رازدان معاویہؓ بن ابی سفیانؓ ہے جس نے اس سے محبت کی اس نے نجات حاصل کی اور جس نے اس سے بغض رکھا وہ ہلاک ہوا۔ ایک اور جگہ فرمایا: اللہ تعالیٰ معاویہ کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ اس پر ایمان کے نور کی چادر ہوگی۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا:

میری امت میں سب سے زیادہ بردبار معاویہ ہے۔

وہ حضرت معاویہؓ کہ جو ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چہرہ انور پر پانی لگایا تو فرمایا: اے معاویہ! جب تجھے حکومت ملے تو اللہ سے ڈرتے رہنا۔ حضرت امیر معاویہؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس وقت سے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ پاک مجھے حکومت ضرور دے گا۔

وہ معاویہؓ جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے غیبی طور پر جنتی ہونے کو ثابت کیا۔ علامہ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عوف بن مالک ایک دن مقام اریحا کی مسجد میں قیلولہ (دوپہر کو آرام) کر رہے تھے، یکا یک ان کی آنکھ کھلی تو دیکھا ایک شیر چلا آ رہا ہے، انہوں نے اپنے ہتھیار اٹھائے تو شیر نے کہا ٹھہرو مجھے تمہارے پاس ہی بھیجا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تا کہ تم معاویہؓ کو خبر دو کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔ عوف بن مالک نے پوچھا: کون سے معاویہ؟ شیر نے جواب دیا: ابوسفیانؓ کا بیٹا معاویہؓ۔

وہ معاویہؓ جس کے بارے میں امام ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ: حضرت معاویہؓ کے دور میں دشمنوں کے ممالک میں جہاد جاری رہا، اللہ کا کلمہ سربلند رہا اور اطراف واکناف سے مالِ غنیمت کی ریل پیل جاری رہی اور مسلمان ان کے زیر سایہ راحت وعدل اور عفو ودرگذر کی زندگی بسر کرتے رہے۔

حضرت علیؓ نے جنگ صفین کے بعد حسب ذیل ایک گشتی مراسلہ تیار کیا کہ: ہمارا (حضرت علیؓ اور ان کے لشکر کا، حضرت معاویہؓ اور ان کے لشکر کا) ایک ہی رب ہے اور نبی بھی ایک ہے اور ہماری اسلام کیلئے دعوت بھی ایک ہے، اللہ پر ایمان لانے میں اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں نہ ہم ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں۔ (شیعہ کتاب نہج البلاغہ جلد دوم صفحہ ۱۱۴)

ان سب سے قطع نظر بس یہی ایک بات ہی بہت بھاری اور کافی ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ ایک صحابی رسول ہیں۔ اسی پر میں اکتفاء کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک ہم سب کے دلوں میں صحابہ کرامؓ سے حقیقی محبت و عقیدت عطا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆

چھوٹی سی بات

تحریر: عابد علی

ایک گاڑی میں کچھ لوگ سوار ہیں، ان میں سے کچھ فرنٹ (آگے والی) سیٹ پہ بیٹھے جبکہ کچھ لوگ پیچھے والی سیٹوں پ ربیٹھے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو باہر سیڑھی پہ لٹکے ہوئے ہیں۔ اب گاڑی جس منزل کی طرف جارہی ہے تو اس منزل پہ فرنٹ سیٹ والے پہنچ جائیں گے اور پچھلی سیٹ والے بھی اور وہ لوگ جو سیڑھی کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں وہ بھی اسی منزل پر پہنچ جائیں گے۔ پر وہ جنھوں نے سیڑھی کو بھی چھوڑ دیا وہ منزل کو نہیں پا سکتا۔

اسی طرح تبلیغ اور دین کے کام کی مثال ہے، جو صحیح لگن اور مقصد کے ساتھ کام کو کر رہے ہیں وہ تو منزل مقصود کو پہنچ جائیں گے اور جن سے تھوڑی بہت کوتاہی بھی ہو جاتی ہے وہ بھی منزل کو پا لیں گے۔ حتّٰی کہ ٹوٹا پھوٹا کام کرنے والے بھی کسی نہ کسی طرح منزل کو پا لیں گے پر وہ جس نے یہ ٹوٹا پھوٹا بھی چھوڑ دیا، وہ منزل سے رہ جائے گا۔ لہٰذا جس قدر بھی ممکن ہو، دین کے کام کو کرتے رہنا ہے۔ اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے آگے بڑھنے کے عزم سے بظاہر چھوٹے نظر آنے والے اعمال سے شروع کریں اور تعلیم، گشت، مشورہ کو کبھی نہ چھوڑیں اور عزم وارادہ رکھیں کہ اسی کام کو کرتے کرتے مرنا ہے اور اس کام کو مرتے مرتے بھی کرنا ہے، اللہ پاک ہمیں سمجھ نصیب فرمائے اور اس کام کو مقصد بنا کر کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

دُعاؤں کا طلبگار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔

مسئلہ بیمہ (Insurance)

مغرب سے متاثر ہوکر اب **مسلمانوں** نے بھی زندگی، مکان، گاڑی اور مختلف اشیاء کے انشورنس کرانے کو اپنی ضرورت سمجھنا شروع کر دیا ہے، لیکن ہمیں چاہئے کہ انشورنس کے جواز یا عدم جواز یا اضطراری حالت میں اسکی بعض شکلوں کے جواز کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں **علماء** کرام سے مسئلہ دریافت کریں اور پھر اس کے مطابق عمل کریں۔ یاد رکھیں کہ انشورنس کی تاریخ بہت زیادہ قدیم نہیں ہے، ایشیائی ممالک میں تو اس کا رواج تقریباً ۲۰۔۲۵ سال سے ہی زیادہ ہوا ہے۔ تمام مکاتب فکر کے **علماء** کرام کا اتفاق ہے کہ دنیا میں رائج بیمہ کا نظام اپنی اصل وضع میں جوئے اور سود کا مرکب ہے اور یہ دونوں اسلام میں حرام ہیں، لہذا بیمہ پر بحث کرنے سے قبل مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کی روشنی میں سود اور جوئے کے حرام ہونے پر مختصر روشنی ڈال دوں۔

سود کی حرمت:

سورۃ البقرہ کی آیات ۲۷۵ سے ۲۷۹ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سخت الفاظ کے ساتھ سود سے بچنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا کہ سود لینے اور دینے والے اگر توبہ نہیں کرتے ہیں تو وہ اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ نیز فرمایا کہ سود لینے اور دینے والوں کو کل قیامت کے دن ذلیل ورسوا کیا جائے گا اور وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے، غرضیکہ قرآن کریم میں سود کو اتنا بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے کہ شراب نوشی، خنزیر کھانے اور زنا کاری کے لئے قرآن کریم میں وہ لفظ استعمال نہیں کئے گئے جو سود کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے استعمال کئے ہیں۔ ۲۷۵ سے ۲۷۹ آیات کا خلاصۂ تفسیر پیش ہے:

﴿ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں اس شخص کی طرح اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔ سود کی بعض شکلوں کو جائز قرار دینے والوں کے لئے فرمان الٰہی ہے کہ یہ ذلت آمیز عذاب اس لئے ہوگا کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود کی طرح ہوتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع یعنی خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ لہذا جس شخص کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت آگئی اور وہ سودی معاملات سے باز آ گیا تو ماضی میں جو کچھ ہوا وہ اسی کا ہے اور اس کی باطنی کیفیت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے۔ اور جس شخص نے لوٹ کر پھر

وہی یعنی سود کا کام کیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ جب سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کا دوسروں پر سود کا جتنا بھی بقایا تھا، اس کو بھی لینے سے منع فرما دیا گیا اور ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو۔ اور اگر ایسا نہیں کرتے تو تم اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔ غرضیکہ سود کھانے والوں کے لئے اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے اور یہ ایسی سخت وعید ہے جو کسی اور بڑے گناہ مثلاً زنا کرنے، شراب پینے کے ارتکاب پر نہیں دی گئی۔

جوئے کی حرمت:

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطَانُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلَاۃِ، فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ۔ (سورۃ المائدہ ۹۰۔۹۱) اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوئے کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں، لہذا ان سے بچو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض کے بیج ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ اب بتاؤ کہ کیا تم (ان چیزوں سے) باز آ جاؤ گے؟

ان آیات میں چار چیزیں قطعی طور پر حرام کی گئی ہیں۔ ۱) شراب۔ ۲) قمار بازی یعنی جوا۔ ۳) بتوں کے تھان یعنی وہ مقامات جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرنے یا اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر قربانی اور نذر و نیاز چڑھانے کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ ۴) پانسے (جوئے کے تیر)۔ قمار، میسر اور ازلام مترادف الفاظ ہیں، اگرچہ معنی میں معمولی سا فرق ہے، لیکن ان تمام الفاظ کے معنی جوئے کے ہی ہیں، جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس فعل کو شیطان کا ناپاک عمل قرار دیا ہے جس کے ذریعہ وہ انسانوں کو صراط مستقیم سے بہکانے کا جو عہد اس نے کر رکھا ہے اس کو پورا کر سکے، اس کے اندر اگر کوئی پہلو نفع کا نظر آتا ہے تو یہ محض نظر کا دھوکہ ہے، اس کے نقصانات نفع کے مقابلہ میں اتنے زیادہ ہیں کہ حقیر نفع کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دنیا وآخرت کی فلاح اسی میں ہے کہ ان چیزوں سے بچا جائے۔ اور آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی ایک اور خرابی ذکر فرمائی ہے کہ یہ چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے غافل کر دیتی ہیں۔ غرضیکہ اس

آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جوئے کو شراب کے برابر قرار دیا تا کہ جوئے کی حرمت میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

تقدیر پر ایمان میں خلل:

انشورنس کے منفی پہلوؤں میں سے تیسرا اہم منفی پہلو یہ ہے کہ انشورنس تقدیر پر ایمان سے کسی حد تک عملی انکار کا سبب بنتا ہے، جبکہ تقدیر پر ایمان رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری اور ایمان کے ارکان میں سے ایک ہے۔ تقدیر پر ایمان کا تقاضہ ہے کہ جائز وشرعی اسباب ووسائل اختیار کئے جائیں اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات اللہ تعالیٰ کے سپرد کئے جائیں اور اس کا یقین رکھا جائے کہ خوشحالی اور پریشانی سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلہ کو کوئی دنیاوی طاقت ٹال نہیں سکتی ہے۔ جبکہ انشورنس اس سے فرار کی راہ ہے کیونکہ اس میں پہلے سے حالات وحوادث کی پیش بندیاں ناجائز طریقوں سے کی جاتی ہیں۔

بیمہ (Insurance) کی حقیقت:

انشورنس میں بعض شرائط پر ایک شخص کو دوسرے کی طرف سے مستقبل میں پیش آنے والے امکانی خطرات سے حفاظت اور بعض امکانی نقصانات کی تلافی کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے، جس شخص کے لئے خطرات سے حفاظت اور نقصانات کی تلافی کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے وہ ایک معین مدت تک ایک مقررہ رقم بیمہ کمپنی کو ادا کرتا ہے۔ غرضیکہ بیمہ کرانے والے اور بیمہ کمپنی کے درمیان ایک طرح کا عقد ہوتا ہے اور شرعی اعتبار سے عقد کے لئے ضروری ہے کہ کسی عین یا منفعت پر قائم ہو ورنہ عقد باطل ہوگا، یعنی یا تو عقد عوض کے ساتھ عین پر قائم ہو جیسے خرید وفروخت اور شرکت وغیرہ یا پھر بلاعوض عین کے ساتھ جیسے ہبہ یا عوض کے ساتھ منفعت پر قائم ہو جیسے کرایہ داری یا پھر بلاعوض منفعت کے جیسے ادھار۔ جہاں تک بیمہ کا تعلق ہے تو اس میں عقد کی یہ شرطیں مفقود ہیں، بلکہ یہ تو مبہم معاوضہ کی ایک ذمہ داری لینے کے مترادف ہے۔ اب دیکھنا یہ ہوگا کہ یہ ذمہ داری لینا حرام ہے یا حلال یا کچھ شرائط کے ساتھ حلال ہے۔ لہذا انشورنس کی رائج شکلوں کو الگ الگ ذکر کر کے اس کا شرعی حکم ذکر کر رہا ہوں، اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کے مضامین سے خاص استفادہ کیا گیا ہے:

زندگی کا بیمہ (Life Insurance):

زندگی کے بیمہ کا ماحصل یہ ہے کہ بیمہ کرانے والا بیمہ کمپنی کو ایک معین مدت تک کچھ قسطیں ادا کرتا ہے جس کو

پریمیم کہتے ہیں۔معین مدت کی تعیین طبی معاینہ کے ذریعہ ایک اندازہ لگا کر مقرر کی جاتی ہے۔فرض کریں کہ دس سال کی زندگی کا اندازہ کیا گیا تو دس سال تک یہ شخص ہر مہینہ کچھ قسطیں مثلاً ایک ہزار روپے ماہانہ جمع کرے گا،اس طرح ایک سال میں بارہ ہزار اور دس سال میں ایک لاکھ بیس ہزار روپے جمع ہوں گے۔اب اگر دس سال کے عرصہ میں بیمہ کرانے والے کا انتقال ہو جاتا ہے تو بیمہ کمپنی ایک خاص رقم مثلاً پانچ لاکھ اس شخص کو ادا کرے گی جس کا بیمہ کرانے والے نے بیمہ کراتے وقت نام پیش کیا تھا خواہ وہ شرعی اعتبار سے وارث ہو یا نہیں یا اُس کے علاوہ بھی دیگر وارث ہوں۔اور اگر بیمہ کرانے والے کا دس سال تک انتقال نہیں ہوا تو جمع شدہ رقم سود کے ساتھ بیمہ کرانے والے کو واپس کر دی جاتی ہے۔یاد رکھیں کہ بیمہ کمپنی پریمیم کے ذریعہ جمع شدہ رقم کو بینک میں رکھ کر اس پر سود لیتی ہے۔

زندگی کے بیمہ(**Life Insurance**)کا شرعی حکم:

اس میں جمع شدہ رقم تو محفوظ ہے یعنی اسکی واپسی یقینی ہے البتہ واپسی کی رقم مجہول ہے کہ مسئلہ مذکور میں ایک لاکھ بیس ہزار ملیں گے یا پانچ لاکھ یعنی معاوضہ مجہول ہے،اسکی مقدار معلوم نہیں ہے،لہذا یہ جوا ہوا،نیز واپسی رقم سود کے ساتھ ملتی ہے،اور بیمہ کمپنی حاصل کردہ رقم بینک میں جمع کر کے سود بھی لیتی ہیں،مزید یہ کہ زندگی کا بیمہ کرانا تقدیر پر ایمان کے خلاف ہے۔لہذا زندگی کا بیمہ(Life Insurance)سود اور جوئے پر مبنی ہونے کی وجہ سے حرام ہے، نیز اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے متعین کردہ وراثت کے نظام کی خلاف ورزی بھی ہے۔

املاک یا اشیاء کا بیمہ(Goods Insurance):

مختلف اشیاء کا بیمہ کرایا جاتا ہے کہ اگر وہ اشیاء تباہ ہو جائیں یا اس میں نقصان ہو جائے تو بیمہ کرانے والے کو چیز کی قیمت ملے گی یا اسکی مرمت کرائی جائے گی،مثلاً عمارت یا دوکان کا بیمہ کرالیا جائے کہ اگر عمارت یا دوکان میں آگ لگ گئی تو بیمہ کمپنی اتنے پیسے دے گی جو عمارت یا دوکان کی قیمت کے برابر ہوگی اور اگر جزئی نقصان ہوا ہے تو نقصان کی تلافی کی جائے گی۔اسی طرح سامان کا بیمہ کرایا جاتا ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے میں اگر سامان ضائع ہو جائے تو اس کی قیمت مل سکے۔اسی طرح گاڑیوں کا بیمہ کرایا جاتا ہے کہ اگر چوری ہو جائے یا آگ لگ جائے یا کسی حادثہ میں تباہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ تو بیمہ کمپنی اس گاڑی کی قیمت ادا کرتی ہے یا اس کی مرمت کراتی ہے،لیکن اس کے لئے بیمہ کرانے والے کو ماہانہ یا سالانہ کچھ رقم بیمہ کمپنی کو ادا کرنی ہوتی ہے،جس کو پریمیم کہتے ہیں،جو واپس نہیں ملتی خواہ کوئی حادثہ پیش آئے یا نہیں۔

املاک یا اشیاء کے بیمہ (Goods Insurance) کا شرعی حکم:
جمہور علماء کی رائے ہے کہ یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اس میں غرر یعنی جوئے کا عنصر موجود ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سلسلہ میں ساری انسانیت کے لئے ایک اصول بتایا: لَا ضَـرَرَ وَلَا ضِـرَارَ نہ آدمی خود کو نقصان میں ڈالے اور نہ دوسروں کو نقصان پہنچائے۔ (موطا مالک، مسند احمد، ابن ماجہ، دار قطنی) ایک طرف سے پریمیم دے کر ادائیگی متیقن ہے لیکن دوسری طرف سے معاوضہ مجہول ہے اور معلق علی الخطر ہے کہ اگر حادثہ پیش آ گیا تو معاوضہ ملے گا اور حادثہ پیش نہیں آیا تو کوئی معاوضہ نہیں ملے گا، لہذا اسمیں غرر یعنی دھوکا پایا جاتا ہے، جمہور علماء اِس قسم کے بیمہ کے حرام ہونے کے قائل ہیں البتہ بعض علماء مثلاً شیخ مصطفیٰ الزرقاء کی رائے ہے کہ یہ بیمہ جائز ہے۔ ہاں اگر کسی حکومت کی جانب سے اِس نوعیت کا بیمہ کرانا لازمی اور ضروری ہو جائے تو پھر بدرجہ مجبوری کرایا جا سکتا ہے۔

ذمہ داریوں کا بیمہ (Third Party Insurance):

بیمہ کی تیسری قسم ذمہ داری کا بیمہ ہوتا ہے جس کو Third Party Insurance کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بیمہ کرانے والے کے ذمہ کسی تیسری پارٹی کی طرف سے کوئی مالی ذمہ داری عائد ہوگئی تو بیمہ کمپنی اُس ذمہ داری کو پورا کرے گی۔ مثلاً گاڑی سے کسی دوسرے شخص یا کسی دوسری گاڑی کو نقصان پہنچنے کی صورت میں دوسرے شخص کی گاڑی کی نقصان کی تلافی بیمہ کمپنی کے ذمہ ہوگی، لیکن اِس کے لئے بیمہ کرانے والے کو ماہانہ یا سالانہ کچھ رقم بیمہ کمپنی کو ادا کرنی ہوتی ہے، جس کو پریمیم کہتے ہیں، جو واپس نہیں ملتی خواہ کوئی حادثہ پیش آئے یا نہیں۔

ذمہ داریوں کے بیمہ (Third Party Insurance) کا شرعی حکم:
دوسری قسم کی طرح ذمہ داریوں کے بیمہ کے متعلق بھی جمہور علماء کی رائے اس کے حرام ہونے کی ہی ہے اگرچہ بعض علماء نے اس کے جواز کا اس شرط کے ساتھ فیصلہ کیا ہے کہ بیمہ کمپنی کا کاروبار سود پر مبنی نہ ہو۔

صحت کا بیمہ (Health Insurance) اور اس کا شرعی حکم:

جس ملک میں صحت کا بیمہ کرانا ضروری اور لازمی ہے وہاں مجبوری کی وجہ سے کرایا جا سکتا ہے، ورنہ حتی الامکان بچنا چاہئے، کیونکہ اس میں بھی غرر ضرور ہے کہ بیمہ کرانے والے کی طرف سے پریمیم کی ادائیگی متیقن ہے لیکن معاوضہ مجہول ہے اور ادا کردہ رقم واپس نہیں ہوتی خواہ آدمی بالکل بیمار ہی نہ ہو۔

﴿ایک تجویز﴾: دنیا میں رائج سود اور جوئے پر مبنی بیمہ کے تحت مجبوری میں بیمہ کرانے کی صورت میں ادا کردہ رقم سے زیادہ فائدہ حاصل ہونے پر زیادہ رقم صدقہ کردیں اور جمع شدہ رقم سے مکمل استفادہ نہ ہونے پر اس کو صدقہ سمجھ کر چھوڑ دیں، لیکن اگر باہمی امداد کے طریقہ پر بیمہ کیا گیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ۔

عصر حاضر میں ہم کیا کریں؟

☆ دنیا میں بیمہ کا رائج طریقہ سود اور جوئے پر مبنی ہونے کی وجہ سے اصلاً تو ناجائز ہے، لیکن بعض شعبہ ہائے زندگی میں بیمہ قانوناً لازم ہوگیا ہے، اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا، مثلاً گاڑیوں کا بیمہ۔ دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں گاڑیوں کا کم از کم Third Party Insurance کرانا لازمی ہے۔ اب جہاں قانون نے مجبور کردیا تو پھر علماء کرام نے بدرجہ مجبوری انشورنس کرانے کی گنجائش دی ہے۔

☆ اگر کسی ملک یا کسی جگہ پر واقعی کسی مسلمان کی جان یا مال محفوظ نہیں ہے تو وہاں بھی بیمہ کرانے کی علماء کرام نے اجازت دی ہے۔

☆ عصر حاضر کے علماء کرام نے دنیا میں موجودہ رائج بیمہ کے مقابل جو نظام تجویز کیا ہے وہ باہمی امداد (Mutual Insurance) کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے جس کو التامین التعاونی کہا جاتا ہے، اس نظام کی بنیاد تبرع ہے نہ کہ عقد معاوضہ، جس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ مثلاً کچھ افراد نے ایک کمپنی قائم کرلی اور جو سرمایہ جمع ہوا وہ تجارت میں لگا دیا پھر اور بیمہ داروں کو دعوت دی جاتی ہے کہ آپ بھی آکر اس میں پیسہ لگائیں، انہوں نے جو رقم دی وہ بھی نفع بخش تجارت میں لگا دی گئی اور ساتھ میں ایک فنڈ بنا دیا گیا، جس کے ذریعہ اگر ممبران کو کوئی حادثہ پیش آئے تو اس فنڈ سے اس کی مدد کی جائے۔ سال کے اختتام پر پیسے بچنے پر ممبران کو واپس کردئے جاتے ہیں یا ان کے نام سے یہ رقم فنڈ میں آئندہ سال کے لئے جمع کردی جاتی ہے۔ اس بنیاد پر عرب ممالک میں کچھ کمپنیاں قائم ہوئی ہیں۔ بہرحال بیمہ کے اس نظام کے تحت مطلوب بھی حاصل ہو جارہا ہے اور سود اور جوئے کے عنصر سے کافی حد تک بچاؤ بھی ہے۔ یاد رکھیں کہ ہندو پاک کی بیمہ کمپنیوں میں یہ نظام موجود نہیں ہے، بلکہ ان میں عموماً سود اور جوئے والا نظام ہے۔

خلاصۂ کلام:

جیسے کہ دلائل کے ساتھ ذکر کیا گیا دنیا میں رائج انشورنس کا موجودہ نظام سود اور جوئے پر مشتمل ہے اور ان دونوں کی حرمت قرآن وحدیث میں واضح طور پر موجود ہے، جن کے حرام ہونے پر امت مسلمہ متفق ہے۔

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشادفرمایا وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (سورۃ الاعراف ۱۵۷) ناپاک چیزوں کوہی ہم نے حرام کیا ہے یعنی جوئے اور سود کے عنصر سے مرکب بیمہ کے موجودہ نظام کے اندر اگر ہمیں بظاہر نفع نظر بھی آئے مگر خالق کائنات کے کلام کے مطابق اس میں شرضرور پوشیدہ ہے لہذا حتی الامکان دنیا میں رائج انشورنس کے موجودہ نظام سے بچیں۔ اگر بیمہ کے موجودہ نظام سے بچنے میں بظاہر نقصان نظر آئے تو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو یاد رکھیں :وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجاً وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (سورہ الطلاق ۲،۳) جوکوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لئے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا۔ اور ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس (کا کام بنانے) کے لئے کافی ہے۔ انشورنس میں یقینی طور پر بعض منافع موجود ہیں لیکن نقصانات اس سے کہیں زیادہ ہیں، اسی وجہ سے علماء کرام نے قرآن وحدیث کی روشنی میں بیمہ کرانے کو ناجائز قرار دیا ہے، شراب میں بھی بعض منافع ہیں جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے مگر نقصانات فوائد سے بہت زیادہ ہیں، جس کی وجہ سے اس کو شریعت اسلامیہ میں حرام کیا گیا ہے۔۔۔ ہاں اگر سود اور جوئے سے بالکل محفوظ کسی بیمہ کمپنی میں املاک یا اشیاء کا بیمہ کرایا جائے تو اس کی گنجائش ہے، اسی طرح زندگی کے جس شعبہ میں حکومت کی جانب سے بیمہ کرانا لازمی ہوجائے کہ اب بیمہ کرائے بغیر کوئی چارہ نہیں تو پھر اس شعبہ میں بیمہ کرانے کی گنجائش ہے۔ واللہ اعلم بالصواب،،،،،،

عصر حاضر کے محقق وجدید مسائل سے بخوبی واقف حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اس موضوع پر کافی کچھ تحریر کیا ہے، میں نے یہ مضمون موصوف کے مضامین سے ہی استفادہ کرکے تحریر کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کو دین اسلام کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور ہم سب کو منکرات سے بچ کر زندگی گزارنے والا بنائے، آمین، ثم آمین۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی، ریاض (najeebqasmi@yahoo.com)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جواہرِ حکمت (حصہ۔9)

زوجہ مشتاق

ا۔ سخت سردی کا موسم تھا۔لوگ گھروں میں آرام سے سو رہے تھے۔ایک بادشاہ کسی ضروری کام سے باہر نکلا ایک جگہ سے گذرا تو اس نے دیکھا کہ ایک فقیر تنور کے قریب لیٹا ہوا ہے۔اس قدر سردی میں لیٹنا بادشاہ کے لئے باعث حیرت تھا۔لیکن کام کی مصروفیت کی وجہ سے وہ اس بات کو نظر انداز کر گیا۔ جب صبح ہوئی تو بادشاہ کو فقیر کا سردی میں لیٹنا یاد آیا ایک خادم کے ذریعے فقیر کو بلوایا گیا۔جب فقیر دربار میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے پوچھا بابا میں نے آپ کو تنور کے پاس سوتے ہوئے دیکھا تھا۔حالانکہ سخت سردی تھی۔بتاؤ رات کیسی گذری۔فقیر نے جواب دیا آدھی رات تمھاری طرح گذری، آدھی رات تم سے بہتر۔بادشاہ نے کہا میں سمجھا نہیں تم وضاحت کرو۔فقیر نے جواب دیا آدھی رات تک تنور گرم رہا اس کی گرمی سے مجھے نیند آ گئی سو جانے کے بعد فقیر اور بادشاہ ایک جیسے ہوتے ہیں۔اس طرح آدھی رات تمھاری طرح گذری جب تنور ٹھنڈا ہو گیا تو سردی کی وجہ سے نیند نہیں آئی اور میں خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا تو رات کا یہ حصہ تم سے بہتر گذرا۔

۲۔ لوگ گھروں میں طوطے پالتے ہیں۔طوطے کو کلمہ سکھا دیں تو ہر آنے جانے والے کے سامنے وہ کلمہ پڑھنے لگ جاتا ہے۔اور اگر اس کے پنجرے میں بلّی ڈال دیں تو وہ بلّی کو دیکھ کر کلمہ بھول جائے گا۔اور اپنی اصلی زبان میں یعنی ٹیں ٹیں کرنا شروع کر دے گا۔اس طرح اگر یہ کلمہ صرف زبان پر رہے تو جب موت آئے گی تو زبان سے کلمہ نہیں نکلے گا۔ بلکہ جو کچھ اس کے دل میں ہو گا وہی نکلے گا۔اس لئے اگر ہم اس کلمے کو دل میں اتار لیں اور اس پر عمل کر لیں تو موت کے وقت زبان تو بند ہو جائے گی اور صرف دل سے کلمہ نکلے گا۔

۳۔ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طرف ایک پیالہ آئس کریم کا رکھو دوسری طرف پانچ کلو سونا اور بچے سے کہو دونوں میں سے ایک چیز لے لو۔سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے وہ آئس کریم اٹھائے گا کیونکہ اس کو سونے کی قیمت کا پتہ نہیں آج بھی دنیا آئس کریم کے پیچھے بھاگ رہی ہے اس کو سونے کی قیمت کا علم نہیں یعنی جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کا علم نہیں اس لئے قدر نہیں کرتے۔

۴۔ ہماری دو آنکھیں ہیں ایک سے اپنے عیب دیکھو اور دوسری سے دوسروں کی خوبیاں۔

۵۔ ایک شخص کسی بڑے عالم کے پاس آیا اور کہا آپ نے بہت علم حاصل کیا ہے اور اس کے لئے بہت قربانیاں دی ہیں آپ بات بہت اچھی کرتے ہیں آپ مجھے کچھ بتائیں۔ اس عالم نے کہا نہیں تم نے زیادہ قربانی دی ہے میں نے دنیا کی کچھ نعمتوں کی قربانی دی ہے لیکن تو نے دنیا حاصل کرنے کے لیے آخرت کی بیشمار نعمتوں کی بدلے میں قربانی دی ہے۔

۶۔ علم دو مجاہدوں کے درمیان ہے ایک مجاہدہ علم کے حاصل ہونے سے پہلے اس کی طلب میں ہوتا ہے اور دوسرا مجاہدہ علم حاصل ہونے کے بعد اس کے استعمال، اس کے عمل کرنے میں ہوتا ہے۔

۷۔ اللہ کے راستے کا گردوغبار اور جہنم کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہوگا۔

۸۔ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بتائی کہ ایمان دلوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے بال گندھے ہوئے آٹے سے نکالا جاتا ہے اور آٹے میں جنبش بھی نہیں ہوتی۔

۹۔ ہم دعائیں نبیوں والی مانگتے ہیں اور عمل یہودونصاری والے کرتے ہیں۔ اس لیئے ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

۱۰۔ اگر مال میں کامیابی ہوتی تو قارون سب سے بڑا کامیاب ہوتا۔ اگر صحت میں کامیابی ہوتی تو فرعون سب سے بڑا کامیاب ہوتا، ۴۰۰ سال تک اس کے سر میں درد نہیں ہوا تھا۔ اگر بادشاہت میں کامیابی ہوتی تو نمرود سب سے بڑا کامیاب ہوتا۔

۱۱۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے جو شخص گھر میں داخل ہو کر سلام کرے، درود شریف پڑھے، اور سورہ اخلاص پڑھے اس کے گھر میں کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔

۱۲۔ زمین روزانہ پانچ دفعہ پکارتی ہے اے انسان تو میری پشت پر چلتا ہے، ایک دن میرے پیٹ میں جائے گا، اے انسان تو میری پشت پر طرح طرح کی چیزیں کھاتا ہے کل میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے، اے انسان تو میری پشت پر ہنستا ہے کل میرے پیٹ میں جا کر روئے گا، اے انسان تو میری پشت پر خوش ہوتا ہے کل میرے پیٹ میں غمگین ہوگا، اے انسان تو میری پشت پر گناہ کرتا ہے کل میرے پیٹ میں سزا دی جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆

''کیا ہمیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے ؟''

Ummat-e-Mustafa1

سورۃ توبہ آیت ۱۲۸ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ترجمہ : ''اے لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں، تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں'' (ترجمہ حضرت فتح محمد جالندھری صاحب)

کلام پاک کی اس آیت پر اچھی طرح غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ جہاں مسلمانوں کے فائدے کے خواہش مند تھے وہاں کفار کے فائدے کے بھی خواہش مند رہے وہ چاہتے تھے کہ ان کو بھی فائدہ ہو ان کو نقصان نہ پہنچے تبھی تو اسلام کی دعوت دیتے۔ اس آیت کے احوال میں یہی بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔ سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ تو محبت کا یہ عالم تھا آگے اسی آیت میں اللہ پاک فرماتے ہیں ''بالمؤمنین رَؤُوْف الرّحیم''، ترجمہ: ایمان والوں کے ساتھ تو بہت ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اپنی امت کے لئے دعائیں کرتے۔ میدان عرفات ہو، مزدلفہ ہو ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنی امت کے لئے دعا کر رہے ہیں، کیسی فکر ہے انہیں ہماری تو کیا ہمیں ان سے محبت نہیں کرنی چاہئے؟ بلاشبہ بے انتہا محبت کرنی چاہیے۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حقوق تو محبت کے علاوہ بھی ہیں۔ ایک حق تو محبت ہے جو الحمدللہ ہر اُمتی کو ہے۔ ایک حق ان کی عظمت ہے کیونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ سے زیادہ عظمت والا نہ کوئی ہوسکتا ہے اور نہ کوئی ہوگا۔ تیسرا حق آپ ﷺ کی اتباع ہے۔ جو محبت ہم اپنے پیارے نبی پاک ﷺ سے کرتے ہیں اس کا تقاضا ہے کہ ان کا ذکر کیا جائے، ان کی عظمت کو پہچانا جائے اور سب سے بڑھ کر ان کی اتباع کیا جائے۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! ''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔ (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

افسوس نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک تو ہم کو معلوم ہے لیکن دوسری طرف ہم علی الاعلان اس کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ ہم نے کیسی معاشرت اپنائی ہوئی ہے، ہمارا رہن سہن کس طرز کا ہے، شادیاں کس انداز کی ہیں، غمی کس طرز کی ہے؟ ہم تو دنیا کی ایسی محبت اپنے دل میں لئے بیٹھے ہیں کہ ذرا سی بات پر حضور ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کیا یہ ہے ہماری محبت اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ سے؟

پھر آخر نبی پاک ﷺ کی جو محبت مطلوب ہے وہ کہاں ملے گی ، بے شک یہ محبت ہمیں اہل دل والوں کے پاس بیٹھنے سے، ان کی جوتیاں سیدھی کرنے سے ملے گی۔ حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابو طالب کو نبی پاک ﷺ سے بے انتہاء محبت تھی ساری مشقتیں اٹھائیں، تکالیف برداشت کیں، لیکن ایمان نہیں لائے۔ اس لئے نجات کے لیے صرف محبت کافی نہیں، نجات کا راستہ تلاش کرنا ہے تو وہ صرف پیروی میں ملے گا، اتباع سنت میں ملے گا۔ اصل محبت وہی ہے جو اتباع کے ساتھ ہو۔ قرآن پاک میں سورۃ آل عمرآن آیت نمبر ۳۱ میں واضح ہے ترجمہ: ''اے پیغمبر ﷺ لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو'' ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں '' جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی'' (سورۃ النساء آیت نمبر ۸۰ ،ترجمہ حضرت فتح محمد جالندھری) ۔ شیخ محمد اسلم رحمۃ اللہ بزرگ گزرے ہیں انہوں نے تمام عمر اس وجہ سے تربوز نہیں کھایا کہ جناب محمد ﷺ کے تربوز کھانے کا انداز ان کو معلوم نہ تھا۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ نے بھول کر موزا پہلے بائیں پیر میں پہن لیا تو اس کے کنارے میں جب تک بڑی مقدار گہیوں کی خیرات نہ کر دی اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے۔ (کتاب :نورِ ہدایت ،حضرت ڈاکٹر حسن امام صاحب مدظلہ)

آج ہم بالکل ہی بے حس ہو گئے ہیں جس کام کو جیسے کرنا چاہا ویسے کر لیا۔ اس لئے ہمیں اپنے دل پر کام کرنا ہو گا، دل کی حالت کو ٹھیک کرنا ہو گا۔ کیونکہ انسان کا دل آئینہ کی طرح ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آئینہ دل صاف کیسے ہو۔ دل کے آئینے کو صاف کرنے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ خواہشات کو ترک کیا جائے ،نفس سے بھرپور جہاد کیا جائے، دوسرے دل کی صفائی کے لئے ذکر اللہ کی کثرت کی جائے ،تیسرا آئینے میں ٹیڑھا پن نہ ہو۔ آئینے کی کجی کو دور کرنے کی تدبیر صرف اور صرف اتباع سنت ہے۔ دعا کیجیئے کہ اللہ پاک مجھے، آپ کو، ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں کہ ہم سنت نبوی کی پیروی کریں کیونکہ یہی محبت کا اصل معیار ہے۔ بقول کسی شاعر۔

اے اللہ!

اس سے پہلے کہ یہ دنیا مجھے رسوا کردے
تو میرے جسم ، میری روح کو اچھا کردے
یہ حالت اپنی ، جو میں نے خود بنائی ہے مگر
جیسا تو چاہتا ہے اب مجھے ویسا کردے
میرے ہر فیصلے میں تیری رضا ہو شامل جو
تیرا حکم ہو وہ میرا ارادہ کردے

آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

آہ !! وہ ہم سے بچھڑ گئے

موت العالِم ، موت العالَم

۲جون۲۰۱۳ء (۲۳رجب ۱۴۳۴) بروزاتوار نماز مغرب کے بعد رومئی ثانی، شیخ العرب والعجم، عارف باللہ، حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون

نماز جنازہ پیر کی صبح حضرت کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم کی اقتداء میں ادا کی گئی اور تدفین جامعہ اشرف المدارس گلستان جوہر کراچی میں ہوئی۔ تمام حضرات سے درخواست ہے کہ ۳مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھ کر حضرت کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں، حضرت کے درجات بلند فرمائیں اور حضرت تمام متعلقین محبین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین

حضرت کے چند اشعار جو حضرت نے اپنے مرشد حضرت پھولپوری کی یاد میں لکھے یہ اشعار یقیناً آج حضرت کے مریدین بلکہ ہم سب کی دلوں کی بھی ترجمانی کررہے ہیں اس لئے ان کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

یہ کس کا جنازہ لے کر ہم سب اُس کے مرقد جاتے ہیں
یہ کس کی جدائی سے زخمی ہم قلب و جگر کو پاتے ہیں
کس رشکِ قمر کو دفنانے ہم دل کو سنبھالے جاتے ہیں
سینوں سے کلیجے خوں ہوکر کیوں منہ کو ہمارے آتے ہیں
لمحاتِ گزشتہ صحبت کے جب دل کو میرے یاد آتے ہیں
اک ہوک سی دل میں اُٹھتی ہو اور نالے فلق تک جاتے ہیں
صحبت میں تمہاری اے مرشد ایک عمر ہماری گزری ہے
اب آج ہمارے وہ لمحے یاد آکے ہمیں تڑپاتے ہیں
الطاف تمہاری صحبت کے اب آہ کہاں ہم پائیں گے
دنیا ہی اندھیری ہے ہم کو گھبرا کے جدھر بھی جاتے ہیں
اک دن وہ ہمارا تھا اختر صحبت میں ہم ان کی رہتے تھے
اب آہ جدائی کے غم میں آنکھوں سے لہو برساتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆

چھوٹی سی Dr Anayah کے ٹوٹکے

(Anayah)

ماہنامہ فہم القرآن کی طرف سے قارئین کے لئے ایک نیا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جس میں فہم القرآن روم میں آنے والی چھوٹی معصوم سی طالبہ Anayah کے ٹوٹکے آپ کو ہنسا کر صحت مند بنائیں گے۔لیکن ایک منٹ ذرا رکیئے۔۔!! کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان پر عمل کرنے لگ جائیں۔۔اور بعد میں ہم سے شکوہ کریں۔۔۔تو اس لئے پہلے ہی سے عرض ہے کہ یہ عمل کرنے کے لئے بالکل نہیں ہیں۔اگر کسی نے ان کو عمل میں لانے کی کوشش کی تو تمام تر نتائج کا ذمہ دار وہ خود ہوگا بعد میں ہم سے گلہ نہ کیجئے گا کہ بتایا نہیں۔۔۔لیجئے اب آپ ان ٹوٹکوں سے لطف اندوز ہوں۔جزاکم اللہ۔

۱۔ سوییٹ ڈریمز (sweet dreams) کے لئے :

رات کو آنکھوں میں چینی (suger) ڈال کر سوجائیں ۔۔sweet dreams آئیں گی۔انشاءاللہ۔۔

۲۔ رنگ گورا کرنے کے لئے :

رات کے بارہ (۱۲) یا تین (۳) بجے برف والے پانی سے شاور (shower) لیں تو رنگ گورا بلکہ چٹا سفید ہوجائے گا۔

۳۔ گرتے ہوئے بالوں کے لئے :

اگر بال گرتے ہوں تو glue لگا کر سر نہ ہلائیں۔۔بال نہیں اتریں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆

Shajarah of
Arif Billaah Hazrat Mawlaanaa
Shah Hakeem Muhammad Akhtar (Rahimahullah)

(by RabishRahLiSADRI)

1. Sayyid-ul-Anbiya' Muhammad (Sallallahu 'Alaihi Wasallam)
2. Ameer al-Mu'mineen 'Ali ibn Abi Talib (Karramallahu Wajhah)
3. Imam Hasan al-Basri (RA)
4. Shaykh Abdul Wahid ibn Zaid (RA)
5. Shaykh Fudayhl ibn 'Iyad (RA)
6. Sultan Ibrahim ibn Adham al-Balkhi (RA)
7. Shaykh Huzaifah al-Marashi (RA)
8. Shaykh Abi Hubayrah al-Basri (RA)
9. Shaykh Mamshad 'Alw ad-Dinwari (RA)
10. Shaykh Abu Ishaq ash-Shami (RA)
11. Shaykh Abu Ahmad al-Abdal al-Chishti (RA)
12. Shaykh Abu Muhammad al-Muhtaram al-Chishti (RA)
13. Shaykh Abu Yusuf al-Chishti (RA)
14. Shaykh Maudood al-Chishti (RA)
15. Shaykh Sayyid Sharif az-Zindani (RA)
16. Shaykh Uthman al-Haruni (RA)
17. Shaykh Khwaja Mu'een-ud-Deen Chishti (RA)
18. Shaykh Qutb uddin Bakhtiyar al-Kaki (RA)
19. Shaykh Farid uddin Shakar Ganj al-Ujudhani (RA)

20. Shaykh 'Ala uddin Ali Ahmad as-Sabir (RA)
21. Shams-ud-Deen at-Turki al-Panipati (RA)
22. Shaykh Jalaluddin Kabir al-Awliya al-Panipati (RA)
23. Shaykh Ahmed Abdul Haq Radaulawi (RA)
24. Shaykh Ahmed 'Arif ar-Radaulawi (RA)
25. Shaykh Muhammad 'Arif ar-Radaulawi (RA)
26. Shaykh Abdul Quddus Gangohi (RA)
27. Shaykh Jalal-ud-Deen Thanesari (RA)
28. Shaykh Nizam-ud-Deen al-Balkhi(RA)
29. Shaykh Abu Sa'eed al-Gangohi (RA)
30. Shaykh Muhibbullah Ilahabadi (RA)
31. Shaykh Shah Muhammadi (RA)
32. Shaykh Muhammad al-Makki (RA)
33. Shaykh Shah Adhd-ud-deen (RA)
34. Shaykh Shah Abdul-Hadi (RA)
35. Shaykh AbdulBari al-Amruhi (RA)
36. Shaykh Shah Abdur Rahim al-Shahid (RA)
37. Shaykh Nur Muhammad Jhinjhanawi (RA)
38. Shaykh Haaji Hafidh Imdadullah Muhajir Makki (RA)
39. Mujadid-e-Millat Hakeem-ul-Ummah Mawlana Ashraf Ali Thanwi (RA)
40. Muhyi-us-Sunnah Mawlana Shah Abrar-ul-Haq (RA)
41. 'Arif Billah Mawlana Shah Hakeem Muhammad Akhtar (RA)

Arif Billah Hazrat Moulana Shah Hakim Mohammad Akhtar (Rahimahullah) was probably one of the most influential Muslim Sufi Shaikhs of the current times. Hazrat's real name was Mohammad Akhtar but he was more popularly known as Hakim Akhtar because of a degree Hazrat held in Hikmat (Eastern Medicine), although Hazrat never reportedly operated a full time Matab (Clinic) as a profession. Born in 1928 in the (then) undivided India, Hazrat was raised learning regular school and studied 'Tib' (Oriental Medicine) at A.K. Tibiyya College, Allahabad. Hazrat Shah Hakim Muhammad Akhtar's inclination towards the Creator, the Almighty Allah (swt) began before he even reached puberty. He dedicated his life from before teens in the service of those pious servants of Allah (swt) whom the world today refers as Ahllullah (saints). He had a natural inclination towards Islamic Sufism and Masnavi of Maulana Jalal al-Din Muhammad Rumi. From the tender age of 12, he began attending discourses of renowned scholars of the time. Having a strong affiliation towards the Deobandi tradition of Islamic scholars and recognizing the importance of Tariqah in his youth, he traversed the path under the guidance of Maulana Shah Mohammad Ahmed Partab Garhi (Rahimahullah), Maulana Shah Abdul Ghani Phoolpoori (Rahimahullah) and later with Maulana Shah Abrarul Haq (Rahimahullah). At the age of 15, he took bay'at (pledge) to the great Wali (saint) of his time, Shaykh Shah

Muhammad Ahmed (RA) and spent three years continuously in his lofty company. And then Hazrat spent his 17 youthful years with Maulana Shah Abdul Ghani Phoolpuri (Rahimahullah), his spiritual mentor(Sheikh), in a small Indian town of Azam Gardh. Maulana Shah Abdul Ghani was the principal of Darul Uloom Deoband for a number of years. Hazrat completed his formal religious education during his stay with his Shah Abdul Ghani (Rahimahullah). It was under the tutelage of Shaikh Phoolpuri for seventeen years that Hazrat mastered the scholarly work of Mathnawi by Shaikh Rumi. After the death of Shah Abdula Ghani (Rahimahullah) he took bay't (pledge) with Maulana Shah Abrarul Haq (Rahimahullah) and was authorized by his second mentor in Silsila e Ashrafia: Chistiyah, Naqshbandiyah, Qadiriyah and Suharwardiyah.

Hazrat Moulana Hakim Muhammad Akhtar Saheb (Rahimahullah) was a glittering star amongst the "Walis" of Allah. Hazrat Moulana's heart brimmed with the LOVE of Allah Ta' ala and His beloved Rasool Sayyedena Muhammad Salallaho Alihe Wasallam. Readers of Hazrat Moulana Hakim Muhammad Akhtar Saheb's (Rahimahullah) writings and listeners of his speeches are in reality drinking from the three fountains of knowledge and sincere LOVE for Allah Ta' ala and His beloved Rasool Sayyedena Muhammad Salallaho Alihe Wasallam. These three great spiritual fountains are Hazrat Moulana Shah Abdul Ghani Saheb (Rahimahullah), Hazrat Moulana Shah Muhammad

Ahmed Saheb (Rahimahullah) and Hazrat Moulana Shah Abrarul Haq Saheb (Rahimahullah) of India, in whose company Hazrat spent many years of his life and received 'khilafat' from them.

Hazrat Mawlana Hakim Muhammad Akhtar Saheb (Rahimahullah) was the author of a large number of books on various subjects, but specialising in 'Tasawwuf' and the "Maarefat" recognition of Allah Ta' ala. His commentary of the 'Masnawi Shareef' of Moulana Rumi Saheb (Rahimahullah) has been hailed by great Ulama such as Moulana Yusuf Binori Saheb (Rahimahullah), Shaikh Zakaria Saheb (Rahimahullah) , Moulana Manzoor Nomani Saheb (Rahimahullah) and Moulana Shah Abrarul Haq Rahimahullah (his own Shaikh), as a commentary which ignites the love of Allah Ta' ala and which has deep effect on the hearts of the readers. He had thousands of 'Mureeds' (disciples) in Pakistan, India, Bangladesh, America, England, Canada, South Africa, Reunion and many other parts of the world. The spiritual benefit which is derived by those who spent some time in his company , sincerely desiring reformation, is clearly evident in their transformed lifestyles. The fact that great Ulama and many Ustaads of Hadith and Tafsir, who are themselves of a high spiritual rank, became "Bay 'at" upon his hands, is a clear indication of his esteemed rank and profound knowledge of Deen.

Hazrat Moulana Hakim Muhammad Akhtar Saheb's

(Rahimahullah) visited many countries of the world and spiritually rejuvenated to both the young and the old, who flocked in large numbers to hear his inspiring talks on various subjects. The basic theme of his talks had always been the development of the love of the Creator and Sustainer, Almighty Allah, in the hearts, the following of the beautiful lifestyle of Rasulullah Sayyedena Muhammad Salallaho Alihe Wasallam, the fulfilment of the rights of Allah Ta' ala and His Creation and abstinence from all sins, which is a guaranteed prescription of becoming a "Wali" of Allah Ta' ala. Hazrat's discourses permeate the listener's heart with Allah's love, Greatness and hope of salvation. Every word he uttered brings one closer to the Creator, Almighty Allah (swt). His company impressed upon those around him to converge their mental as well as physical 'being' into living a life to the Creator's criterion. His discourses know no language, color or age barriers and even those alien of Urdu benefit. During Ramadan 1419 (1998/1999) a European from Belgium, who could not speak not understand Urdu, spent Ramadan with Hazrat e Wala. He was occasionally seen mesmerized by his discourses and tears rolled down his cheeks. When someone asked him what was that kept him with Hazrat wala's company? He replied, "Shaikh's words touch my heart and my eyes involuntarily weep, thinking of Allah's Greatness". It is because of Hazrat Wala's great appreciation and understanding of Allah's qualities that his Shaikh awarded him the

title of Aarif Billah (One who has become acquainted with Allah's qualities).

In his discourses and writings he explored profound topics relevant to the ummah (community) at present time. .His understanding and explanation of man's spiritual relationship with Allah (swt), the prevalent spiritual and physical maladies and its rectification are topics taken up by other Ulemas (scholars of Islam) throughout the world. Many People did tawbah in his majalis and made full intention to leave all sins, and Hazratwala db spread deen with LOVE , which is very similar to Hazrat Haji Imdadullah Mahajir Makki R.A

On Sunday 23rd Rajab (2nd June,2013) evening 740pm, after maghrib, Hazrat wala, Shaikh ul arab wal Ajam, Arif billah Hazrat Mawlana Shah Hakeem Muhammad Akhtar Saheb (Rahimahullah) passed away from this world after a duration of sickness. Namaz e janaza was offered on 3rd June, monday morning 9am by Hazrat Maulana Mazhar Saheb (damat barkatuhum) at Jamia Ashraful Madaris. Gulistan e johar, Karachi.

According to will (wasiyyat) it is requested to do eesal e sawab by sura ilhlas 3 times and by other aamaal. One should do it regularly as per capacity, and do dua e maghfirat. May his soul rest in peace and Allah Subhanahu wa Ta'ala grant him Jannatul Firdaus aameen Thumma aameen

☆☆☆☆☆☆☆

THE BATTLES FOR ISLAM PART 8

THE BATTLE OF YAMAMAH

THIRD WEEK OF DECEMBER 632

(THE BEGINNING OF SHAWWAL II HIJRI)

Soon after the beloved Prophet (SallAllahu alayhi wasallam) passed away many imposters appeared throughout the Arabian Peninsula claiming to be prophets, but the vilest of them all was Musalima Kazzab the liar whose base was located in Yamamah. At that time Hazrat Abu Bakr Siddiq (RaziAllahu anhu) was the caliph and wanted to send his finest general Hazrat Khalid bin Waleed (RaziAllahu anhu) but he was needed elsewhere. Hazrat Abu Bakr (RaziAllahu anhu) fully knew the capabilities of Musalima and decided to send Hazrat Ikramah (RaziAllahu anhu) to Yamamah. Hazrat Ikramah (RaziAllahu anhu) was told to only make contact with Musalima's army and not to engage in battle. His intentions were to bottle up Musalima in Yamamah (So he wouldn't leave) and to have Hazrat Ikramah (RaziAllahu anhu) wait until Hazrat Khalid bin Waleed (RaziAllahu anhu) got there. But Hazrat Ikramah (RaziAllahu anhu) became impatient and launched an attack on Musalima before Hazrat Khalid bin Waleed (RaziAllahu anhu) got there. Hazrat Ikramah (RaziAllahu anhu) was defeated badly and after that so did Hazrat Sharjeel bin Hasanah (RaziAllahu anhu). Then in one cold morning the Muslim army formed ranks and attacked the infidel army. It was 1300 against 41000 when the Muslim army crashed into the

enemy. The disbelieving army was stubborn and as firm as rock. No matter what happened and how much causality was suffered they stood firm in their ranks. Hazrat Khalid bin Waleed (RaziAllahu anhu) was killing anyone who came in his way, but to no avail, the enemy wasn't breaking ranks. Musalima knew that if he remained in the defensive longer his army would have more casualties and the mujahedeen could break through. So he ordered an all-out attack. The infidels smashed into the Muslims like a tidal wave. Much to the mujahedeen's horror they were being pushed back. They fought back in an effort to stop the charge but the army rolled past even though they paid heavily for every inch. The infidels got so far, some of them even reached the tent of Hazrat Khalid's (RaziAllahu anhu) wife and would have killed her if not for a guard. Seeing the chaos, Hazrat Khalid bin Waleed (RaziAllahu anhu) came up with a plan. He separated The Muhajereen and The Ansaar and kept different tribes apart. So now every tribe was by the enemy, so now they fought not only for ALLAH but for also honor of the tribe. Hazrat Khalid (RaziAllahu anhu) put Hazrat Abu Huzaifa (RaziAllahu anhu) in charge of the leftwing and Hazrat Zaid (RaziAllahu anhu) on the right. Then with cries of "ALLAH HU AKBAR!!!" they charged once again. This time the combat was evenly matched. It was wing against wing center against center. The enemy held their ground and Hazrat Khalid bin Waleed dived into the thickest part of the fighting. All

along the front line the warriors were engaged in mortal combat and the earth turned blood red. The atmosphere was filled with dust and the screams of men. Hazrat Thabit bin Qais (RaziAllahu anhu) wrapped himself in a burial shroud and dug a ground in the earth and stayed there until he got shahadat. Hazrat Zaid bin Khattab(RaziAllahu anhu) declared "O Muslims, grit your teeth, beat your enemy, endure, go ahead! O men, by ALLAH, I shall not say a word after this until either Musalima is defeated or I meet death!" With this he charged at the enemy and fought until he got shahadat. Musalima's men were hard put to hold their ground, but hold they did. The enemy fell in hundreds but the Muslim casualties also began to mount. Then all of the sudden Musalima's army retreated. Finally their ranks had been broken and then the infidels turned tail and ran. The Muslim Army chased the kuffar across the plains of Aqraba striking down the stragglers. Then they came upon a huge walled garden. The enemy had already reached there and was showering spears and arrows upon the mujahedeen. The Muslims had to think of an idea, and fast. Then a wiry sahabi named Hazrat Al Barra ibn Al Malik(RaziAllahu anhu) came forward and told his comrades to hoist him on a shield and throw him over the wall. The Sahaba didn't like the idea but Hazrat Al Barra (RaziAllahu anhu) insisted and they agreed. So they hoisted him on a shield, and with their spears lifted him up and launched him over the wall. When he

came down Hazrat Al Barra (RaziAllahu anhu) killed ten men, ran to the gate and opened it. Then the mujahedeen poured in to attack the enemy. The kuffar put up a fight but not that much. There was so much bloodshed that the garden was later called The Garden of Death. Musalima fought like a cornered animal (as the saying goes "A cornered animal will always fight"). But when he saw a sure defeat and the mujahedeen getting ever so closer he decided to try and escape by climbing over the gates and running away. There was one converted Muslim named Hazrat Wehshi (RaziAllahu anhu) who was fighting at the time. He saw Musalima trying to escape and threw his javelin at him. Then Hazrat Abu Dujanah (RaziAllahu anhu) came and cut Musalima's evil head and was about to announce the good news but he was struck down by a kafir. Then the kuffar saw Musalima's dead body. Then a cry went up "MUSALIMA IS DEAD!" "MUSALIMA IS DEAD!" After the news broke out that their leader was dead the kuffaar lost courage and soon gave up. Later they found out that in these battles against the imposters 1200 Sahaba (RaziAllahu anhum ajmaeen) had attained shahadah and that of them 700 were hafiz of Quran (Hazrat Abu Bakr(RaziAllahu anhu) later compiled the whole Quran for this reason). But meanwhile in Yamamah 2100 kuffaar had been killed and more importantly, a battle had been won. Hazrat Al-Barra (RaziAllahu anhu) had been grievously wounded and Hazrat Khalid bin Waleed (RaziAllahu anhu) cared for him personally.

THE END

Biography of Shaykh-ul-Hadeeth, Maulana Muhammad Zakariya Kandhalwi (Rahimahullah)

(PART - 1)

Selection: By: **DAAEE-ILALLAAH**

In the last century, India has undoubtedly become an important center for the study of hadith, and the scholars of India have become well-known for their passion for religious knowledge. Upon them ended the era of leadership in teaching hadiths, codification of the special fields (funun)of hadith, and commentary upon its texts (mutun). Such was their mastery of this science that Muhammad Rashid Rida mentions in the introduction of his book Miftah Kunuz al-Sunnah, "Were it not for the superb attention to detail in the science of hadith displayed by our brothers, the scholars of India in the present era, this science would have withered away in the eastern cities. And, indeed, mastery of this science has been waning in Egypt and Syria since the tenth century AH." There is no doubt that Shaykh Muhammad Zakariyya was among the most distinguished hadith scholars of India and a great contributor in the service of the Sunnah. He was given the honorary title of Shaykh al-Hadith, or "Great Scholar of Hadith," by his teacher, Shaykh Khalil Ahmad Saharanpuri, who recognized his deep insight, clear-sightedness, and extensive knowledge of hadith and related sciences.

Lineage and Upbringing

He was born in the village of Kandhla (in Uttar Pradesh, India) on Ramadan 10, 1315 AH (February 12, 1898 CE). His full name was Muhammad Zakariyya ibn Muhammad Yahya ibn Muhammad Ismail, and his lineage continues all the way back to Abu Bakr, the great Companion of the Messenger (SallAllahu alaihi Wasallam).

Shaykh Abu al-Hasan Nadwi said about him, "Shaykh Muhammad Zakariyya was born into a household rooted in knowledge and passion for Islam. His immediate family and his predecessors were distinguished by firm resolve, perseverance, steadfastness, and adherence to religion.... His family included many notable scholars... and his grandmother memorized the entire Qur'an while nursing her son (Shaykh Zakariyya's father)."

His father, Shaykh Muhammad Yahya, was among the great scholars of India, whose primary teacher in hadith was Shaykh Rashid Ahmad Gangohi. Under him he studied Sahih al-Bukhari, Jami al-Tirmidhi, and others of the six famous authentic books of hadith(sihah sitta]. Shaykh Yahya went on to teach at Madrasa Mazahir Ulum, in the district of Saharanpur, but did not accept any payment for his services. He instead made his living through his own book-publishing business.

As a young boy, Shaykh Zakariyya moved with his father to the village of Gangoh, in the district of Saharanpur. Since his father and Shaykh Gangohi had a close relationship, Shaykh Zakariyya quicklyarned the affection of his father's teacher.

Growing up in this virtuous environment, he began learning how to read with Hakim Abd al-Rahman of Muzaffarnagar. He memorized the Qur'an with his father and also studied books in Persian and the introductory Arabic books with his uncle Shaykh Muhammad Ilyas (founder of the Tabligh movement). He stayed with his father in the company of Shaykh Gangohi until age eight, when the shaykh passed away.

At the age of twelve, Shaykh Zakariyya traveled with his father to Mazahir Ulum, There, under his father; he advanced his study of Arabic, tackling many classical texts on Arabic morphology, grammar, literature and also logic. But by the time he was seventeen, hadith became the main focus of his life. He studied five of the six authentic books of hadith with his father, and then he studied Sahih al-Bukhari and Sunan al-Tirmidhi (for a second time) with honorable Shaykh Khalil Ahmad Saharanpuri. Out of his immense respect for hadith, Shaykh Zakariyya was extremely particular about always studying the hadith narrations with wudu'.

On Dhu 'l-Qa'da 10, 1334 AH, when Shaykh Zakariyya was just nineteen, his dear father passed away. This event was extremely traumatic for Shaykh Zakariyya, as he lost not only a father but also a teacher and mentor. His deep sorrow remained with him for the rest of his life.

Growing up in this virtuous environment, he began learning how to read with Hakim Abd al-Rahman of Muzaffarnagar. He memorized the Qur'an with his father and also studied books in Persian and the introductory Arabic books with his uncle Shaykh Muhammad Ilyas (founder of the Tabligh movement). He stayed with his father in the company of Shaykh Gangohi until age eight, when the shaykh passed away.

At the age of twelve, Shaykh Zakariyya traveled with his father to Mazahir Ulum, There, under his father; he advanced his study of Arabic, tackling many classical texts on Arabic morphology, grammar, literature and also logic. But by the time he was seventeen, hadith became the main focus of his life. He studied five of the six authentic books of hadith with his father, and then he studied Sahih al-Bukhari and Sunan al-Tirmidhi (for a second time) with honorable Shaykh Khalil Ahmad Saharanpuri. Out of his immense respect for hadith, Shaykh Zakariyya was extremely particular about always studying the hadith narrations with wudu'.

On Dhu 'l-Qa'da 10, 1334 AH, when Shaykh Zakariyya was just nineteen, his dear father passed away. This event was extremely traumatic for Shaykh Zakariyya, as he lost not only a father but also a teacher and mentor. His deep sorrow remained with him for the rest of his life.

Teachers

Shaykh Zakariyya was blessed to live and learn in an era considered by many to be one of great achievements in Islamic knowledge by scholars in the Indian subcontinent. He studied with few but select teachers who reached the highest levels of learning, research, authorship, and piety. In addition to his father (Shaykh Muhammad Yahya) and uncle (Shaykh Muhammad Ilyas), he studied under the hadith scholar Khalil Ahmad Saharanpuri, author of the Badhl al-Majhud, a commentary of Sunan Abi Dawud. Shaykh Zakariyya acquired a hadith authorization from him and remained his student until Shaykh Khalil's death in Madinah Munawwara in 1346 AH.

Before his death, Shaykh Khalil Ahmad expressed his desire to write Badhl al-Majhud, and he sought Shaykh Zakariyya's assistance as his right-hand man. This experience revealed Shaykh Zakariyya's gift of penmanship and, furthermore, expanded his insight in the science of hadith. He worked hard on the project, attained the pleasure and trust of his shaykh, and was even mentioned by name in the commentary. This indeed opened the door to Shaykh Zakariyya's authoring many literary works and treatises over the course of his life.

Teaching Career

In Muharram 1335 AH he was appointed as a teacher at Madrasa Mazahir Ulum, where he was assigned to teach books on Arabic grammar, morphology, and literature, as well as a number of primary texts of Islamic jurisprudence. In 1341 AH he was assigned to teach three sections of Sahih al-Bukhari upon the insistence of Shaykh Khalil Ahmad. He also taught Mishkat al-Masabih until

1344 AH. Shaykh Abu al-Hasan Nadwi said, "Although he was one of the youngest teachers at the school, he was selected to teach works generally not assigned to those of his age, nor to anyone in the early stages of his teaching career. Nevertheless, he showed that he was not only able, but an exceptional teacher."

In 1345 AH he traveled to Madinah Munawwara, the city of Allah's Messenger, where he resided for one year. There he taught Sunan Abi Dawud at Madrasa al-Ulum al-Shar'iyya. While in Madinah, he began working on Awjaz al-Masalik ila Muwatta Imam Malik, a commentary on Imam Malik's Muwatta. He was twenty-nine at the time.

When he returned to India, he resumed teaching at Mazahir Ulum. He began teaching Sunan Abi Dawud, Sunan al-Nasai, the Muwatta of Imam Muhammad, and the second half of Sahih al-Bukhari. The school's principle taught the first half of Sahih al-Bukhari, and after his death, Shaykh Zakariyya was given the honor of teaching the entire work.

In all, he taught the first half of Sahih al-Bukhari twenty-five times, the complete Sahih al-Bukhari sixteen times, and Sunan Abi Dawud thirty times. He did not just teach hadith as a matter of routine; the work of hadith had become his passion, and he put his heart and soul into it. Shaykh Zakariyya taught until 1388 AH, when he was forced to give up teaching after developing eye Cataracts.

Travels to the Two Holy Cities

Allah blessed him with the opportunity to visit the two holy cities of Makkah and Madinah. He performed hajj several times, and his multiple trips had a profound personal effect on him, both spiritually and educationally. He made the blessed journey with Shaykh Khalil

Ahmad in 1338 AH and with him again in 1344. It was during the second trip that Shaykh Khalil completed Badhl al-Majhud; he died shortly thereafter and was buried in the Baqi' graveyard in Madinah. May Allah have mercy on him and put light in his grave.

Sincere Love for Allah and the Prophet

Shaykh Muhammad Zakariyya inherited piety, honesty, and good character from his father (may Allah be pleased with him). He aspired to follow the Qur'an and Sunnah in all matters, big and small, with a passion not found in many scholars. He had extreme love for the Prophet and the blessed city of Madinah. His students have related that whenever the death of the Messenger was mentioned during a lecture on Sunan Abi Dawud or Sahih al-Bukhari, his eyes would well up with tears, his voice would choke up, and he would be overcome with crying. So evocative were his tears that his students could do nothing but weep with raised voices.

He was often tested with regard to his sincerity. He was offered many teaching jobs at two or three times the salary that was customarily given at Mazahir 'Ulum, but he always graciously declined the offers. For most of his teaching career, Shaykh Zakariyya never accepted any money for his services at Mazahir 'Ulum; he did the work voluntarily, seeking Allah's pleasure. Although he did accept a small salary at the beginning of his career, he later totaled up the amount and paid it back in its entirety.

Household

Shaykh Muhammad Zakariyya was married twice. He first married the daughter of Shaykh Ra'uf al-Hasan in Kandhla. She passed away on Dhu 'l-Hijja 5 1355 AH. He then married the daughter of Shaykh Muhammad Ilyas Kandhlawi in 1356 AH. Allah blessed him with five daughters and three sons from his first wife, and two daughters and one son from his second marriage.

To be continued...

Source: http://tablighijamaat.wordpress.com/

RUN TOWARDS ALLAH
(learning islam_1)

Every single being on this earth is running for something. In our life, we have seen people running towards the material wealth. ALLAH mentions the extent of the lust of these people for wealth that their greed for the wealth will never end until they will reach their graves as in Quran:

سورة التکاثر
بسم اللہ الرحمن الرّحیم
أَلهَاكُمُ التَّكَاثُرُ (1) حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِر(2)

And we have seen some people running for power, as during the recent election campaigns. We have seen people running after their passions, their careers and degrees...and some people are running for fame. So it means every one of us is running for one thing or the other...

BUT let's ponder on what ALLAH, our Rub, asks us to run for! ALLAH Subhanahu wa Taála says in Quran e Kareem

فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ سورة الذاريات

"So flee to Allah s.w.t".... surah Zaariyaat

Sayyidina ibn e Abbas R.A said that it means "Flee from your sins and take shelter in Allah for repentance" (Maariful Quran)

ALLAH is asking us to "run towards Him"...such beautiful words...ALLAH Himself asking us....how much love of ALLAH for us has been reflected in this ayah. It means you should Run and Flee towards the one Who created the Heavens and the Earths, Who created everything in pairs...the Owner of wealth, ALL Powerful....THE GREATEST of ALL...

So we have to run towards ALLAH...and it is this race for which ALLAH says...

وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ(26) سورة المصطفّفين

And for the winners of which ALLAH SAYS

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ (10) أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (11) سورة الواقعه

So muqarribeen race each other in getting the love of ALLAH and they race for attaining the qurb of ALLAH. There is no doubt in it that there is nothing more precious for a momin than Hubbe ilaahi and that it's only the love of ALLAH that can quench the thirst of a momin. From the scholarly advices of our mashaikh we come to know that the fuel for this "race" is zikr (remembrance) of Allah. The path that needs to be followed is the path of SUNNAH and the path of saliheen.

Whosoever achieves this goal of getting ALLAH's love has for sure, not lose anything, On the other hand he is the wealthiest person on the earth, and Whosoever loses ALLAH hasn't GAIN anything; he is for sure in utter LOSS!!!....

So we have to stop running after worldly pleasures, we have to stop running after the desires of our Nafs...WE HAVE TO RUN towards ALLAH, we have to strive for attaining His nearness (QURB). If we struggle for this, ALLAH will bestow us with the bounties of BOTH the worlds Insha'Allah! Here is one of the duas of hazrat Muhammad sal'lAl'LahU alaihi wa sallum for getting ALLAH's LOVE....

3412 - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعه الدِّمشقي قَالَ حَدَّثَنِي عَائِذُ اللَّهِ أَبُو إِدريس الخولانى عن أبى الدَّرداءِ قَالَ قال رسول اللَّهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُولُ
اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهلى وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ قَالَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم اذا ذكر داودَ يُحَدِّثُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَعْبَدَ الْبَشَرِ۔

Allah I ask you of your love and the love of the one whom you love and the action to reach your love. Allah make your love dearer to me than myself, my family and (dearer) than cold (drinking) water.

Recipe of Month

(Umme Huzaifa)



Qeema biryani

- Mince 1 kg
- Basmati rice ½ kg
- Onion 2 (sliced)
- Dry plums ½ cup
- Coriander powder 1 tsp
- Cumin powder 1 tsp
- All spice powder 1 tbsp
- Black cumin seed ½ tbsp
- Bay leaves 2
- Red chili powder 2 tbsp
- Cloves 2 tbsp
- Green cardamoms 2 tbsp
- Cinnamon sticks 2 tbsp

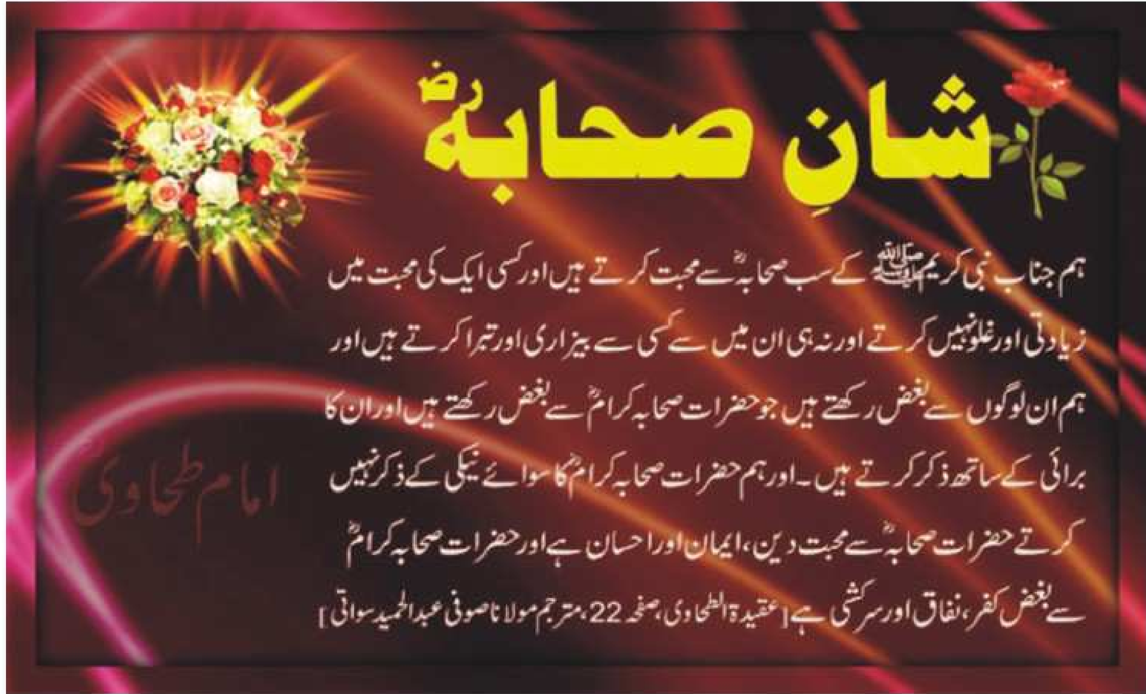
" Tomatoes 5 - 6 (sliced)
" Ginger garlic paste 2 tbsp
" Fresh chilies 5 - 6
" Fresh coriander ½ bunch (chopped)
" Fresh mint ½ bunch (chopped)
" Clarified butter or oil ½ cup
" Yellow food color 1/2 tsp (mixed in 2 tbsp milk)
" Salt to taste

Cooking Directions

1. Boil rice with salt and black cumin, cook till half done.
2. Heat oil in a pan, and sauté onions in it to golden brown color.
3. Add in cloves, cinnamon, cardamom, and bay leaf in it.
4. Mix well and add garlic ginger paste, followed by mince and sauté.
5. Add cumin powder, all spice powder, coriander powder, red chili powder, tomatoes and plums and allow cooking it on low flame.
6. Put the cooked mince in a large pan and top it with green chillies and chopped coriander and mint.
7. Spread rice over it, drizzle food color on top and cover tightly.
8. Cook it on very low heat for 15 minutes.

Mince biryani is ready. Serve hot with mint raita

Hamxxa Art Gallery







Short Courses

آغاز پیر تا جمعرات 24-06-2013 27-06-2013

انٹرنیٹ پر آن لائن کورس

مسائل زکوۃ

نصاب وجوب زکوۃ مصارف زکوۃ اداء زکوۃ کا طریقہ
بینوولیٹ اور دیگر مختلف فنڈز، کمپنیز، شیئرز اور مال وراثت پر زکوۃ
زکوۃ کے بعض جدید مسائل، سوال وجواب

09:15pm PST

آغاز پیر تا جمعرات 01-07-2013 04-07-2013

انٹرنیٹ پر آن لائن کورس

مسائل روزہ و تراویح

روزہ کی فرضیت روزہ میں قابل اہتمام امور
روزہ کے مفسدات ومکروہات رمضان گزارنے کا طریقہ
جدید مسائل، سوال وجواب

09:15pm PST

بلا معاوضہ اور فرقہ بندی کے ماحول سے پاک

منجانب: انتظامیہ القرآن اکیڈمی

www.al-qadr.com
www.ahlehaqonline.com

فہم القرآن القرآن اکیڈمی

روم میں شامل ہونے کا طریقہ 1: (تمام ممالک سے)

wwww.inspeak.com سے Inspeak Communicator ڈاؤن لوڈ کریں۔ Install کرنے کے بعد Signup ہو کر اپنا UserName Create کریں جس کا Password آپ کے ای میل ایڈریس پر Send کیا جائے گا۔ Password لگا کر Login ہو کر Chat میں Public: Pakistan کیٹیگری میں @@@ FAHM-UL-QURAN @@@ روم میں داخل ہو جائیں۔

روم میں شامل ہونے کا طریقہ 2: (پاکستان کے علاوہ سے)

http://www.paltalk.com سے Messenger ڈاؤن لوڈ کریں اور Install کر کے Register پر کلک کریں اور UserName بنائیں۔ Login ہو کر Action میں Join a Chat Room میں Asia and Pacific کو کلک کریں اور Pakistan میں IIIIIII Fahm ul Quran IIIIIII روم میں شامل ہو جائیں۔

8:00 pm to 11:00 pm (PST)

جمعہ 28 جون 2013

لائیو کانفرنس آن لائن

NO INTEREST

سُود کی مذمت

اور سودی نظام سے چھٹکارا

ہم سب کا مقصد

منجانب: انتظامیہ القرآن اکیڈمی

www.al-qadr.com

www.ahlehaqonline.com

فہم القرآن — القرآن اکیڈمی

روم میں شامل ہونے کا طریقہ 1: (تمام ممالک سے)

wwww.inspeak.com سے Inspeak Communicator ڈاؤن لوڈ کریں۔ Install کرنے کے بعد Signup ہو کر اپنا UserName Create کریں جس کا Password آپ کے ای میل ایڈریس پر Send کیا جائے گا۔ Password لگا کر Login ہو کر Chat میں Public: Pakistan کیٹیگری میں @@@ FAHM-UL-QURAN @@@ روم میں داخل ہو جائیں۔

روم میں شامل ہونے کا طریقہ 2: (پاکستان کے علاوہ سے)

http://www.paltalk.com سے Messenger ڈاؤن لوڈ کریں اور Install کر کے Register پر کلک کریں اور UserName بنائیں۔ Login ہو کر Action میں Join a Chat Room میں Asia and Pacific کو کلک کریں اور Pakistan میں IIIIIII Fahm ul Quran IIIIIII روم میں شامل ہو جائیں۔